نیویارک
۱۸ اکتوبر ۱۹۹۳ء

صحابیِ رسولؐ

حرفِ تحسین بیادِ شہیدِ وفا

حضرت حُجر بن عدی رضی اللہ عنہ

NAZAR COLLECTION OF ZAIR ZAUDI
QASEEDA 25-9-2003

"رہے سفیانیاں گو جھوٹ ہی کہتے ڈھٹائی سے"

۱۔ حُجر ابنِ عدی تھے روشنی شمعِ شبستاں کی — اُنہیں پرواہ نہ تھی مطلق کبھی بھی بادِ باراں کی
مذمت پر ہوئے راضی نہ بالکل کُل ایماں کی — صداقت آبا و اجداد سے ورثہ میں پائی تھی
وہ کیسے جھوٹ کہہ سکتے تھے اس درجہ ڈھٹائی سے

2۔ امیرِ شام کا کہنا تھا کیجے قدحِ حیدرؑ کی — مذمت کیجئے دل کھول کر ممدوحِ داور کی
سرِ بازار ہو رسوائی دامادِ پیمبرؐ کی — اُنہوں نے گت مرے اسلاف کی جیسی بنائی تھی
اُنہیں تہمت پہ تہمت دیجئے ہرزہ سرائی سے

3۔ نہ کی تعمیل میرے حکم کی تو جاں کو کھوؤ گے — بڑی بے دردی سے ابنِ عدی تم مارے جاؤ گے
مذمت کی علیؑ کی تو بہت انعام پاؤ گے — عمرو بن عاص نے جس طرح قسمت آزمائی تھی
حکومت مصر کی پائی تھی میری جبہ سائی سے

4۔ حُجرؓ کو جاں سے زیادہ دولتِ ایماں پیاری تھی — شہادت راہِ حق میں اُن کو اک بادِ بہاری تھی
علیؑ پر طعن و تشنیع اُن کی جاں پر سخت بھاری تھی — محبت مرتضیٰؑ کی زندگی بھر کی کمائی تھی
وہ راضی ہو نہیں سکتے تھے عملِ بے حیائی سے

5۔ گئے مارے وہ بیدردی سے جرمِ حبِ حیدرؑ میں — نہلائے سر سے لیکر پاؤں تک خونی سمندر میں
کمی آئی نہ ذرہ بھر بھی لیکن اُن کے تیور میں — وفا اِس درجہ گہری اُن کی رگ رگ میں سمائی تھی
اُنہیں تحسین کے تمغے ملے ساری خدائی سے

6۔ وصیت کی جو مرتے وقت وہ پڑھنے کے قابل ہے — امیرِ شام گویا حشر میں اُن کے مقابل ہے
لہو و اِس کا کہتا ہے یہی تو اُن کا قاتل ہے — حقیقت چھپ نہ پائی گو بہر صورت چھپائی تھی
رہے سفیانیاں گو جھوٹ ہی کہتے ڈھٹائی سے

نفس المہموم

مولف

رئیس المحدثین آقائی شیخ عباس قمی اعلی اللہ مقامہٗ

مترجم

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب

اعلی اللہ مقامہٗ

پیش کش، سید محمد شبیر عباس

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ — رتہ متہ، ضلع جھنگ

نویں فصل

شہادت حضرت میثم بن یحییٰ تمار (رح)

حضرت مسلم کی شہادت کے زمانہ میں عظیم سانحوں میں سے میثم تمار اور رشید ہجری کی شہادت۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم ان کے مقتل کو یاد کریں اور مناسبت کی وجہ سے حجر بن عدی اور عمرو بن حمق کی شہادت کا بھی ذکر کریں۔

میثم بن یحییٰ تمار قدہ کا ذکر

میثم امیر المؤمنین کے مخصوص اور منتخب اصحاب میں سے تھے بلکہ وہ اور عمرو بن حمق اور محمد بن ابو بکر اور اویس قرنی آپ کے حواریین میں سے تھے اور امیر المومنین ان کی استعداد کا لحاظ رکھتے ہوئے انھیں مخصوص علم دیا تھا جو کبھی کبھی ان سے ظہور کرتا تھا۔ اور ابن عباس جو کہ امیر المومنین کے شاگرد تھے اور تفسیر قرآن آپ سے حاصل کی تھی اور محمد بن حنفیہ کے بقول ربانی امت تھے سے میثم نے کہا تھا اے ابن عباس جو چاہو تفسیر قرآن میں سے مجھ سے پوچھو کہ جس کی تنزیل میں نے امیر المؤمنین پر قرأت کی ہے اور اس کی تاویل بھی آپ نے مجھے سکھائی۔ ابن عباس نے کہا اے کنیز کاغذ و دوات لے آ اور لکھنا شروع کیا اور روایت ہوئی ہے کہ جب ان کو سولی پر لٹکانے کا حکم صادر ہوا تو بلند آواز سے پکار کر کہا اے لوگو جو شخص چاہتا ہے جو شخص امیر المؤمنین کی حدیث سر سننا چاہتا ہے وہ میرے پاس آئے پس لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اور انھوں نے عجائب و غرائب اُمور کی احادیث بیان کرنا شروع کیں

میں سے تھے چنانچہ عبادت و زہد کی بنا پر ان کے بدن کا چمڑا خشک ہو گیا تھا اور کتاب غارات تالیف ابراہیم ثقفی سے منقول ہے کہ امیر المؤمنین نے انھیں

بہت سے علم اور پنہاں اسرار پر اسرار وصیت میں سے آگاہ کیا تھا اور کبھی کبھی وہ ان علوم میں سے بعض مقیم لوگوں سے بیان کرتے تھے اور اہل کوفہ کا ایک گروہ شک میں پڑ جاتا تھا۔ اور حضرت علیؑ کی طرف اس سلسلہ میں جھوٹ بولنے اور وہم کرنے اور کذب و دھوکہ دینے کی نسبت دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن آنجناب نے اپنے اصحاب میں سے بہت سے لوگوں کی موجودگی میں کہ جن میں سے بعض شک کرنے والے اور بعض مخلص تھے آپ نے فرمایا اے میثم تجھے میرے بعد دستگیر کریں گے اور تجھے سُولی پر لٹکایا جائے گا اور جب دوسرا دن ہوگا تو تیرے منہ اور ناک سے خون جاری ہوگا یہاں تک کہ وہ تیری ریش کو خضاب کرے گا اور جب تیسرا دن ہوگا تو ایک حربہ تیرے بدن میں چبھوئیں گے کہ جس سے تمہاری موت واقع ہوگی۔ لہٰذا اس کے انتظار میں وہ جہاں تجھے سولی پر لٹکایا جائے گا وہ عمر بن حریث کے گھر کے دروازہ والی جگہ ہے۔ اور تو ان دس افراد میں سے ایک ہے کہ جنہیں سولی پر لٹکایا جائے گا اور تیری سولی کی لکڑی ان سے زیادہ چھوٹی اور زمین کے زیادہ قریب ہوگی اور میں تجھے کھجور کا وہ درخت کہ جس پر تجھے سولی دیں گے تجھے دکھا دوں گا۔ پھر دو دن کے بعد آپ نے اسے دکھایا اور میثم ہمیشہ اس درخت کے نزدیک آتے وہاں نماز پڑھتے اور کہتے کس قدر مبارک اور خوش بخت کھجور کا تنا ہے کہ میں تیرے لیے پیدا ہوا ہوں اور تو میرے لیے اُگا ہے۔ اور امیرالمومنین کی شہادت کے بعد ہمیشہ اس کھجور کے درخت کو دیکھنے آتے یہاں تک کہ اسے کاٹا گیا تو وہ اس کے تنا کی دیکھ بھال کرتے اور اس کے پاس آتے جاتے اور اسے دیکھتے اور کبھی کبھی عمرو بن حریث سے ملاقات کرتے اور کہتے کہ میں تمہارا ہمسایہ ہونے والا ہوں۔ ہمسائیگی کے حق کو اچھا نبھانا اور عمرو نہیں جانتا تھا کہ کیا کہتے ہیں لہٰذا

پوچھتا کہ ابن مسعود کا گھر خرید و گے یا ابن حکیم کا گھر۔

اور کتاب الفضائل سے منقول ہے کہتے ہیں کہ امیرالمومنین کوفہ کی جامع مسجد سے نکلتے اور میثم تمار کے پاس آ بیٹھتے اور ان سے گفتگو فرماتے اور کہتے ہیں کہ ایک دن آپ نے ان سے کہا اے میثم تجھے میں خوشخبری نہ دوں عرض کیا کس چیز کی اے امیرالمؤمنین۔ فرمایا تو سولی پر لٹکایا جائے گا۔ عرض کیا مولا اس وقت میں فطرت اسلام پر ہوں گا فرمایا ہاں۔

اور عقیقی سے روایت ہے کہ ابو جعفرؑ انھیں بہت زیادہ دوست رکھتے تھے اور میثم خوشحالی میں شاکر اور بلاد تنگی میں صابر تھے۔

منہج المقال میں شیخ کشی سے ان کے استاد کے ساتھ فضیل بن زبیر سے منقول ہے کہ میثم گھوڑے پر سوار ہو کر گذر رہے تھے کہ حبیب ابن مظاہر اسدی کو بنی اسد کی ایک مجلس کے قریب دیکھا اور آپس میں باتیں کرنے لگے اور ان کے گھوڑوں کی گردنیں ایک دوسرے سے مل گئی تھیں۔ حبیب نے کہا میں ایک بوڑھے کو دیکھ رہا ہوں کہ جس کے سر کے بال جھڑ گئے ہیں اور اس کا پیٹ بڑا ہے۔ اور دار الرزق کے قریب خربوزے بیچتا ہے اپنے پیغمبر کے اہل بیت کی محبت میں سولی پر لٹکایا جائے گا اور سولی کے اوپر ہی اس کے شکم کو چاک کر دیں گے۔

میثم نے کہا میں بھی ایک سرخ چہرے والے مرد کو پہچانتا ہوں کہ جس کی زلفیں ہیں اور وہ اپنے رسول کے نواسہ کی مدد و نصرت کے لیے جائے گا اور قتل کیا جائیگا اور اس کا سر کوفہ میں پھرائیں گے۔ یہ کہہ کر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اہل مجلس نے کہا ہم نے ان دونوں سے زیادہ جھوٹ بولنے والے نہیں دیکھے۔ ابھی اہل مجلس پراگندہ نہیں ہوئے تھے کہ رشید ہجری ان دونوں کی تلاش میں آئے اور اہل مجلس

سے ان کا حال پوچھا تو انھوں نے کہا ایک دوسرے سے جُدا ہو گئے ہیں اور ہم نے سُنا کہ وہ ایک دوسرے سے ایسی ایسی باتیں کر رہے تھے۔ رشید نے کہا خدا رحمت کرے میثم پر، یہ کہنا وہ بھول گیا ایک سو درہم کا انعام اس کو جو ان کا سر لائے گا اس سے زیادہ دیا جائے گا اس کے بعد سر کو کوفہ میں پھرائیں گے۔ لوگوں نے کہا یہ ان سب سے زیادہ جھوٹا ہے اور پھر انھی لوگوں نے کہا کہ زیادہ دن نہ گزرے کہ ہم نے میثم کو عمرو بن حریث کے گھر کے دروازے کے پاس سولی پر لٹکے ہوئے دیکھا اور حبیب بن مظاہر کا سر لے کر آئے کہ جو حسینؑ کے ہمراہ شہید ہوئے تھے اور جو کچھ ان حضرات نے کہا تھا وہ سب ہم نے دیکھا۔

میثم سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین نے مجھے بلایا اور فرمایا کیا حال ہوگا تمہارا اس وقت اے میثم کہ جب وہ شخص کہ جس کا باپ نہیں کہ جسے بنو امیہ نے اپنے ساتھ ملحق کر لیا یعنی عبید اللہ بن زیاد تجھے بلائے گا کہ مجھ سے بیزاری اختیار کر تو میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں آپ سے کبھی بھی بیزاری حاصل نہیں کروں گا تو آپ نے فرمایا تو اس وقت تجھے قتل کر دے گا اور تجھے سولی پر لٹکائے گا تو میں نے عرض کیا میں صبر کروں گا کہ یہ چیز راہ خدا میں زیادہ نہیں ہے۔ فرمایا اے میثم تو میرے ساتھ ہو گئے میرے درجہ میں۔

اور صالح بن میثم سے روایت ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ ابو خالد تمار نے مجھے خبر دی اور کہا کہ میں میثم کے ساتھ تھا دریائے فرات میں جمعہ کے دن کہ آندھی چلنے لگی اور میثم ایک خوبصورت اور اچھی کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے اس سے باہر آئے اور آندھی کی طرف دیکھا اور کہا کہ کشتی کو محکم رسی سے باندھ دو کیونکہ سخت آندھی آئیگی اور اس وقت معاویہ مر گیا ہے جب دوسرا جمعہ آیا تو شام سے ڈاکیہ آیا۔ میں نے اسے

دیکھا اور کہا اے بندہ خدا کیا خبر ہے اس نے کہا لوگ اچھے ہیں امیر ... مر گئے ہیں اور لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی ہے۔ میں نے کہا کس دن وفات ہوئی اس نے کہا جمعہ کے دن۔

شیخ شہید محمد بن مکی نے میثم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک رات امیرالمومنین مجھے کوفہ سے نکال کر صحرا کی طرف لے گئے یہاں تک کہ مسجد جعفی تک پہنچے قبلہ کی طرف رخ کیا اور چار رکعت نماز پڑھی۔ جب نماز کا سلام کہا اور خدا کی تسبیح کی تو ہاتھ پھیلا دیے اور کہا خدایا کس طرح میں تجھے پکاروں کہ میں نے تیری حکم عدولی کی ہے اور کس طرح تجھے نہ پکاروں جبکہ میں تجھے پہچانتا ہوں اور تیری محبت میرے دل میں ہے۔ گناہ کا ہاتھ میں نے تیری طرف دراز کیا ہے اور پرامید آنکھ آخر دعا تک اور آہستہ آہستہ سے ایک دعا پڑھی اور سجدہ میں چلے گئے اور چہرہ مٹی پر رکھ کر سو مرتبہ العفو کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور مسجد سے باہر نکلے اور میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا۔ یہاں تک کہ بیابان میں ایک جگہ میرے گرد آپ نے ایک خط کھینچا اور فرمایا خبردار اس خط سے باہر نہ جانا اور آپ مجھ سے دور چلے گئے۔ رات انتہائی تاریک تھی تو میں نے اپنے آپ سے کہا کہ تو نے اپنے مولا کو ان بے شمار دشمنوں کے ہوتے ہوئے اکیلا چھوڑ دیا ہے خدا و رسول کے ہاں تیرا عذر کیا ہے خدا کی قسم میں ان کے پیچھے جاتا ہوں تاکہ میں ان کے حالات سے آگاہ ہوں اگرچہ ان کی نافرمانی ہی کروں گا۔ پس میں آپ کے پیچھے گیا اور میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا سر آدھے بدن تک کنویں کے اندر کیا ہوا ہے اور آپ کنویں سے باتیں کر رہے ہیں اور کنواں آپ سے مخاطب ہے۔ پس آپ کو احساس ہوا کہ کوئی شخص آپ کے ساتھ ہے۔ لہٰذا انھوں نے اپنا رخ اس طرف کیا اور فرمایا کون، میں نے عرض کیا میثم!

فرمایا مگر میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ اس خط سے باہر نہ نکلنا۔ میں نے عرض کیا اے میرے مولا مجھے آپ پر دشمنوں سے خوف ہوا اور میں صبر نہیں کر سکا۔ فرمایا جو چیزیں میں نے کہی ہیں وہ تو نے سنی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں اے میرے مولا۔ فرمایا: وفی صدر لبانات ، اذا ضاق لها صدری نکت الارض بالکف ، وابدیت لها سری ، فمهما تنبت الارض ، فذاك النبت من بذری ۔ اور سینے میں کچھ حاجتیں ہیں کہ جب سینہ ان کی وجہ سے تنگ ہوتا ہے تو میں ہتھیلی سے زمین کو کرید تا ہوں۔ پس جو کچھ زمین اُگاتی ہے تو وہی انگوری میرا بیج ہوتا ہے۔

شیخ مفید ارشاد میں لکھتے ہیں کہ میثم تمار بنی اسد کی ایک عورت کے غلام تھے امیر المومنینؑ نے انھیں خریدا اور آزاد کر دیا اور ان سے کہا کہ تیرا کیا نام ہے۔ عرض کیا کہ سالم۔ فرمایا پیغمبر نے مجھے خبر دی ہے کہ جو نام تمہارے باپ نے عجم میں تمہارا رکھا وہ میثم تھا تو انھوں نے عرض کیا کہ رسول خدا اور امیر المومنین نے سچ فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا پھر اسی نام کی طرف پلٹ جاؤ کہ جس نام کے ساتھ رسولخدا نے تمہیں یاد کیا ہے اور سالم کو چھوڑ دو۔ پس میثم اسی نام کی طرف پلٹ گئے اور ابو سالم کنیت رکھ لی۔ ایک دن حضرت علیؑ نے ان سے کہا میرے بعد تجھے گرفتار کریں گے اور سولی پر لٹکائیں گے اور ایک حربہ تیرے بدن میں چبھوئیں گے اور جب تیسرا دن ہوگا تیرے ناک کے دونوں سوراخوں اور منہ سے خون جاری ہوگا اور اس سے تیری داڑھی رنگین ہوگی پس اس خضاب کے منتظر رہو اور تجھے عمرو بن حریث کے گھر کے دروازے پر سولی پر لٹکائیں گے اور تم دس افراد ہو گے اور تیری سولی سب سے چھوٹی ہوگی اور تو زمین کے زیادہ قریب ہوگا۔ چلو میں وہ کھجور کا درخت دکھاؤں کہ جس کے تنا کے ساتھ تجھے لٹکایا جائے گا۔ پس وہ کھجور کا درخت انھیں آپ نے دکھایا اور میثم اس درخت

کے پاس جاکر نماز پڑھتے اور کہتے کیسا ہی مبارک درخت ہے تو کہ جس کے لیے
میں تیرے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور تو میرے لیے پرورش پایا ہے اور ہمیشہ اس کے
پاس جاکر اس کی دیکھ بھال کرتے رہے یہاں تک کہ اسے کاٹ دیا گیا اور یہاں
تک اس جگہ کو بھی کوفہ میں جانتے تھے جہاں انھیں سولی پر لٹکایا جانا تھا اور عمرو بن
حریث سے ملاقات کرتے اور اس سے کہتے کہ میں تیرا ہمسایہ ہونے والا ہوں
پس اچھی ہمسائیگی کرنا۔ عمرو ان سے کہتا ابن مسعود کا گھر خریدو گے یا ابن حکیم کا گھر اور
وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ میثم کی مراد اس سے کیا ہے اور جس سال میثم کو شہید کیا گیا
حج پر گئے اور جناب ام سلمہ کے ہاں حاضری دی۔ جناب ام سلمہ نے پوچھا کون ہو ؟
عرض کیا میں میثم ہوں۔ تو انھوں نے کہا میں اکثر سنا کرتی تھی کہ رسولخدا رات کے
وقت تجھے یاد کرتے تھے۔ میثم نے جناب ام سلمہ سے امام حسینؑ کا حال پوچھا انھوں
نے کہا کہ وہ باغ میں ہیں۔ عرض کیا کہ ان سے کہنا میں دوست رکھتا تھا کہ آپ کو
سلام کروں اور انشاء اللہ پروردگار کے ہاں ایک دوسرے سے ملاقات کریں
گے۔ ام سلمہ نے خوشبو منگوائی اور میثم کی داڑھی پر لگوائی اور کہا کہ عنقریب یہ داڑھی
خون سے خضاب ہو گی۔ پس میثم کوفہ گئے اور انھیں گرفتار کر کے عبیداللہ کے پاس
لے گئے اور اس سے کہا کہ یہ شخص حضرت علی علیہ السلام کے ہاں سب لوگوں سے زیادہ
محترم تھا۔ اس نے کہا وائے ہو تم پر یہ عجمی۔ انھوں نے کہا ہاں تو عبیداللہ نے میثم سے
کہا "این ربک" یعنی تیرا پروردگار کہاں ہے۔ میثم نے کہا "بالمرصاد" ستمگر
کی کمین گاہ میں اور تو ان میں سے ایک ہے۔" ابن زیاد نے کہا عجمی ہونے کے
باوجود ہر بات فصاحت و بلاغت سے ادا کرتا ہے۔ تیرے صاحب (علی) نے
تجھے خبر دی ہے کہ میں تجھ سے کیا سلوک کروں گا انھوں نے کہا ہاں بتایا تھا۔ کہا

کہا ہاں خبر دی کہ ہم دس افراد ہیں کہ جنھیں تو سولی پر لٹکائے گا اور میری سولی والی لکڑی سب سے چھوٹی ہوگی اور میں زمین سے زیادہ قریب ہونگا اس نے کہا کہ البتہ میں مخالفت کروں گا تو میثم نے کہا تو کس طرح مخالفت کر سکتا ہے خدا کی قسم آنجناب نے پیغمبر سے انھوں نے جبرائیل سے اور انھوں نے خدا تعالیٰ سے سن کر خبر دی ہے تو ان کی کس طرح مخالفت کرے گا اور جس جگہ میں کوفہ میں سولی پر لٹکایا جاؤں گا اسے بھی میں جانتا ہوں اور میں پہلا شخص ہوں گا کہ اسلام میں جس کے دہن اور منہ میں لگام ڈالیں گے۔ پس میثم کو زندان میں لے گئے اور مختار بن ابو عبیدہ ثقفی بھی ان کے ساتھ تھے تو میثم نے ان سے کہا تم اس شخص کے چنگل سے نکل جاؤ گے اور امام حسین کے خون کا بدلہ لینے کے لیے قیام کرو گے اور ہمیں قتل کرنے والوں کو تم قتل کرو گے اور جب عبید اللہ نے میثم کو بلایا تاکہ انھیں سولی پر لٹکائے وہ زندان سے باہر آئے تو ایک شخص سے ان کا آمنا سامنا ہوا تو اس نے کہا کہ کیا ضرورت پڑی ہے اس قسم کے رنج و تکالیف کو جھیلنے کی۔ میثم اس بات سے مسکرائے اور کہا جبکہ اس کھجور کے درخت کی طرف اشارہ کر رہے تھے میں اس کے لیے پیدا کیا گیا ہوں اور اس کی پرورش میرے لیے ہوئی ہے جب انھیں سولی پر لٹکایا گیا تو لوگ ان کے پاس عمرو بن حریث کے گھر کے دروازے پر جمع ہو گئے تھے تو عمرو نے کہا خدا کی قسم یہ شخص کہتا تھا کہ میں تمہارا ہمسایہ ہونے والا ہوں۔ جب سولی کھڑی کی گئی تو اس نے اپنی کنیز کو حکم دیا تو اس نے سولی کے نیچے جھاڑو دیا اور پانی کا چھڑکاؤ کیا اور دھونی دی اور میثم نے سولی کے اوپر بنی ہاشم کے فضائل بیان کرنے شروع کیے۔ ابن زیاد کو خبر دی گئی کہ اس غلام نے تمہیں رسوا و ذلیل کر دیا ہے عبید اللہ نے کہا کہ اس کے منہ میں لگام دی جائے تو وہ اسلام میں پہلے شخص تھے جن کے منہ میں لگام چڑھائی گئی اور میثم کی شہادت امام حسینؑ کے عراق کی طرف آنے سے

دس دن پہلے ہوئی۔ جب تیسرا دن ہوا تو ان کے بدن میں چھرا یا نیزہ گھونپا گیا انھوں نے تکبیر کہی اور دن کے آخری حصہ میں ان کے منہ اور ناک سے خون جاری ہوا۔ مفید کی گفتگو ختم ہوئی۔ (مترجم کہتا ہے کہ سولی کا پھندا اس زمانہ میں سولی پر چڑھنے والے کے گلے میں نہیں ڈالتے تھے بلکہ مستحکم رسی کے ساتھ اسے لکڑی پر باندھ دیتے تھے اور لکڑی پر اسے کھڑا کر دیتے تھے یہاں تک کہ وہ رنج و تکلیف اور بھوک و پیاس سولی پر جان دے دیتا اور کبھی کبھی دو دن یا تین دن تک زندہ رہتا۔

اور روایت میں ہے کہ کھجوریں بیچنے والوں میں سے سات افراد نے اجتماع کیا اور وعدہ کیا کہ میثم کی لاش وہاں سے لے جا کر دفن کر دیں۔ رات کر دہ آئے۔ پاسبان پہرہ دے رہے تھے اور انھوں نے آگ جلا رکھی تھی آگ پاسبانوں اور خرما فروشوں کے درمیان مانع ہوئی اور وہ انہیں نہ دیکھ سکے۔ انھوں نے سولی کو اکھاڑا اور میثم کی لاش سمیت لے گئے۔ محلہ بنی مراد میں پانی چل رہا تھا اس میں انھیں دفن کر دیا اور سولی کی لکڑی خرابہ میں پھینک دی۔ جب صبح ہوئی تو پاسبانوں نے گھڑ سوار ادھر ادھر بھگائے لیکن انھیں لاش کا پتہ نہ چل سکا۔

مؤلف کہتے ہیں منجملہ ان افراد کے کہ جن کا نسب میثم تمار تک جا پہنچتا ہے ابوالحسن علی بن اسماعیل شعیب بن میثم تمار ہیں جو مامون و معتصم کے زمانہ کے شیعہ متکلمین میں سے تھے انھوں نے دعاندوں اور مخالفین سے مناظرے کیے ہیں، اور ان کے زمانہ میں ابوالہذیل معتزلہ کا رئیس و سردار بصرہ میں تھا۔

شیخ مفیدؒ نے حکایت کی ہے کہ علی بن میثم نے ابوالہذیل سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ ابلیس ہر امر خیر سے نہی کرتا ہے اور روکتا ہے اور ہر برے امر اور شر کا حکم دیتا ہے۔ ابوالہذیل نے کہا ہاں تو کیا یہ ممکن ہے کہ شر اور برے امر کا

اسے جانے بغیر حکم کرے اور خیر و اچھائی سے نادانستہ طور پر نہی کرے اس نے کہا کہ نہیں تو ابوالحسن نے کہا پس ثابت ہوا کہ ابلیس تمام خیر و شر اور اچھائی و بُرائی کو جانتا ہے۔ ابوالہذیل نے کہا جی ہاں تو ابوالحسن نے کہا کہ مجھے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کے اپنے امام کے متعلق بتاؤ کہ کیا وہ تمام خیر و شر اور اچھائیوں اور بُرائیوں کو جانتا تھا۔ اس نے کہا کہ نہیں تو انھوں نے کہا پھر تو ابلیس تمہارے امام سے زیادہ عالم ہوا۔ ابوالہذیل مبہوت ہو کر لاجواب ہو گیا" اور معلوم ہونا چاہیے کہ میثم ہر جگہ پہلے میم کی زبر کے ساتھ ہے البتہ بعض نے میثم بن علی بحرانی شارح نہج البلاغہ رفع اللہ مقامہ کا استثناد کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ میم کی فتح کے ساتھ ہے"

شہادت رشید ہجری

رُشَید راء کے پیش کے ساتھ تصغیر کا صیغہ ہے اور ہجری منسوب ہے ہجر (ھ و جیم کی زبر کے ساتھ) کی طرف جو کہ بحرین کا ایک بہت بڑا شہر ہے یا اس تمام علاقے کو ہجر کہتے ہیں اور امیر المومنین نے اس کا نام رشید بلایا رکھا اور انہیں علم بلایا و منایا (مصائب و الام اور اموات) کی تعلیم دی۔ وہ کہا کرتے تھے فلاں کی موت اس اس طرح ہو گی اور فلاں شخص اس اس طرح قتل ہو گا اور وہی ہوتا جو وہ کہتے۔ میثم کے حالات میں گزر چکا ہے کہ انھوں نے حبیب ابن مظاہر کی شہادت کی خبر دی۔

اور وحید بہبہانی کے تعلیقہ میں سے مجھے اس طرح یاد آتا ہے کہ کفعمی نے انہیں ائمہ علیہم السلام کے دربانوں میں شمار کیا ہے۔

اور کتاب اختصاص سے روایت ہوئی ہے کہ جب زیاد عبید اللہ کا باپ رشید ہجری کی جستجو اور تلاش میں تھا تو وہ چھپ گئے۔ ایک دن ابو اراکہ کے پاس آئے وہ

اپنے مکان کے دروازہ پر اپنے دوستوں کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھا تھا تو رشید اس کے گھر میں چلے گئے ابوارا کہ بہت زیادہ ڈرا اور اٹھ کر ان کے پیچھے گھر میں گیا اور کہا وائے ہو تم پر تو نے مجھے قتل کر دیا ہے اور میرے بچوں کو یتیم کیا ہے اور انھیں ہلاک و برباد کیا ہے۔ رشید نے کہا کہ کیا ہوا تو اس نے کہا کہ یہ لوگ تجھے تلاش کر رہے ہیں اور تو آ کر میرے گھر میں چھپ گیا ہے اور جو لوگ میرے پاس تھے انھوں نے تجھے دیکھا ہے وہ کہنے لگے مجھے کسی نے نہیں دیکھا۔ اس نے کہا تم مجھ سے استہزا بھی کرتے ہو اور انھیں پکڑ کر ان کے ہاتھ باندھ دیے اور گھر میں بند کر کے دروازہ بند کر دیا اور اپنے دوستوں کے پاس گئے اور کہا کہ مجھے یوں نظر آیا کہ ابھی کوئی بوڑھا شخص میرے گھر کے اندر داخل ہوا ہے۔ انھوں نے کہا ہم نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ اس نے اپنے سوال کا تکرار کیا۔ سب نے کہا ہم نے نہیں دیکھا تو وہ خاموش ہو گیا پھر اسے خوف ہوا کہ کہیں دوسرے لوگوں نے دیکھا ہو۔ زیاد کے دربار میں گیا کہ تجسس کرے اور دیکھے کہ رشید کی بات کرتے ہیں اور اگر وہ آگاہ ہوں کہ وہ میرے گھر میں گیا ہے تو اسے ان کے سپرد کر دوں پس اس نے زیاد کو سلام کیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا اور آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اس دوران اس نے رشید کو دیکھا کہ ایک خچر پر سوار ہو کر زیاد کے دربار کی طرف آ رہے ہیں جونہی اس کی نگاہ ان پر پڑی تو اس کی حالت غیر ہو گئی اور پریشان ہو گیا اور اسے ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ پس رشید خچر سے اترے اور زیاد کو سلام کیا زیاد اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے معانقہ کیا اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور پوچھنے لگا کہ کس طرح آنا ہوا اور گھر والوں کا کیا حال ہے اور راستہ میں کیا گزری اور رشید نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور تھوڑی دیر وہاں ٹھہر کر اٹھے اور واپس چلے گئے۔ ابوارا کہ نے زیاد سے کہا اصلح اللہ الامیر۔ یہ بوڑھا کون تھا

تو اس نے کہا ہمارے بھائیوں میں شام کا رہنے والا ہے جو ہمیں ملنے آیا تھا پس ابو اراکہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے گھر میں آیا تو رشید کو گھر ہی اسی حالت میں دیکھا کہ جس میں انھیں چھوڑ گیا تھا تو ابو اراکہ نے کہا اب جب کہ تیرے پاس یہ علم ہے کہ جو میں نے دیکھا ہے تو جو چاہو کرو اور جس طرح چاہو ہمارے پاس آؤ۔

مؤلف کہتے ہیں ابو اراکہ مذکور امیر المؤمنین کے اصحاب میں سے ہے اور برقی نے اُسے یمن کے لوگوں میں سے آپ کے اصحاب میں اسے اشارہ کیا ہے۔ مثل اصبغ بن نباتہ ، مالک اشتر اور کمیل بن زیاد کے اور ابو اراکہ کا خاندان کتب رجال شیعہ میں مشہور ہے اور ان میں ائمہ کے راوی بہت سے ہیں مثلاً بشیر نبال اور شجرہ جو کہ دونوں میرون بن ابو اراکہ کے بیٹے ہیں اور اسحاق بن بشیر اور علی بن شجرہ اور حسن شجرہ سب کے سب مشاہیر و ثقات امامیہ اور بزرگوں میں سے ہیں اور جو کچھ ابو اراکہ نے رشید کے ساتھ کیا یہ استخفاف کی بنا پر نہیں تھا بلکہ اسے اپنا ڈر تھا کیونکہ زیاد بن ابیہ سختی سے رشید اور ان جیسے امیر المؤمنین کے شیعوں کی تلاش میں تھا۔ انھیں شکنجہ دینے اور آزار پہنچانے کے لیے یا جو شخص ان کی اعانت کرے، انھیں مہمان رکھے یا پناہ دے۔ یہاں سے ہانی کی عظمت اور جوانمردی معلوم ہوتی ہے کہ انھوں نے مسلم بن عقیل کی میزبانی قبول کی اور انھیں اپنے گھر میں پناہ دی اور اپنی جان ان پر قربان کی " طیب اللہ وانظر خطیرۃ قدسہ"

اور شیخ کشی نے ابو حیان بجلی سے رشید ہجری کی بیٹی قنوا سے روایت کی ہے ابو حیان کہتا ہے کہ میں نے قنوا سے کہا کہ جو کچھ تو نے اپنے باپ سے سنا ہے مجھے اس سے آگاہ کر۔ اس نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا وہ کہتے تھے کہ مجھے امیر المومنین نے خبر دی اور کہا کہ اے رشید اس وقت تیرا صبر کیسا ہوگا جب بنی امیہ کا حرامزادہ

کہ جسے بنی امیہ نے اپنے ساتھ ملحق کر لیا ہے تجھے بلائے گا اور تیرے ہاتھ، پاؤں اور زبان کاٹ دے گا۔ میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین انجام کار جنت ہے۔ فرمایا تو میرے ساتھ ہے دنیا اور آخرت میں۔ رشید کی بیٹی نے کہا کچھ زمانہ گذرا تھا کہ عبید اللہ بن زیاد (لے وہ جو کہ اپنے آپ کو غیر باپ یا غیر کی طرف منسوب کرے) ان کی طرف کسی کو بھیجا اور انھیں امیر المؤمنین سے بیزاری و برائت کا حکم دیا تو انھوں نے امتناع و انکار کیا۔ ابن زیاد نے کہا کس طرح تُو چاہتا ہے کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ تو انھوں نے کہا میرے خلیل و دوست نے مجھے خبر دی ہے کہ مجھے تو ان سے بیزاری کی دعوت دے گا اور میں بیزاری اختیار نہیں کروں گا تو تُو میرے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹ دے گا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں اس کے قول کو جھوٹا بناؤں گا اور کہا اسے لے آؤ۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیے لیکن ان کی زبان رہنے دی انھیں اٹھا کر باہر لے جانے لگے تو میں نے کہا باباجان اپنے اندر ان زخموں سے آپ درد محسوس کرتے ہیں تو کہا اے بیٹا مجھے کوئی درد محسوس نہیں ہوتا مگر اس قدر کہ کوئی شخص لوگوں کے جم غفیر میں پھنس کر دباؤ میں ہو۔ جب ہم انھیں قصر سے باہر لے گئے تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے تو رشید نے کہا کاغذ و دوات لے آؤ تاکہ میں تمہارے لیے وہ کچھ لکھ دوں جو قیامت کے دن تک واقع ہونے والا ہے۔ پس اس نے حجام کو بھیجا کہ جس نے ان کی زبان بھی کاٹ دی اور اسی رات وہ وفات پا گئے۔

اور فضیل بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک دن امیر المؤمنین اپنے اصحاب کے ساتھ برنی (کھجوروں کی ایک عمدہ قسم ہے) بستان کی طرف گئے اور کھجور کے ایک تنا

لے۔ عبید اللہ راوی کا سہو ہے صحیح وہی زیاد ہے۔

کے نیچے بیٹھ گئے اور آپ کے حکم سے اس کی کھجوریں چنی گئیں تو وہ تازہ اور تر کھجوریں تھیں۔ اور وہ لے کر ان حضرات کے پاس رکھیں۔ رشید ہجری نے کہا اے امیرالمومنین یہ تازہ کھجوریں اس قدر عمدہ و اچھی ہیں تو آپ نے فرمایا اے رشید تو اس کھجور کے درخت کے تنے کے ساتھ لٹکایا جائے گا۔ رشید کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ صبح و شام اس درخت کے پاس جاتا اور اس کو پانی دیتا اور اس کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ حضرت امیرالمؤمنین نے رحلت فرمائی۔ ایک دن میں اس کھجور کے درخت کے پاس آیا تو دیکھا کہ اس کی شاخیں کاٹ دی ہیں تو میں نے کہا کہ میری اجل قریب ہو چکی ہے۔ پس ایک دن میں آیا تو عریف یعنی محلہ کا نقیب میرے پاس آ کر کہنے لگا امیر کی دعوت قبول کر۔ امیر کے پاس میں گیا اور میں قصرالامارہ میں داخل ہوا اس درخت کی لکڑی میں نے دیکھی کہ وہاں لا کر ڈالی گئی ہے دوسرے دن آیا اس درخت کے دوسرے حصہ کو میں نے دیکھا کہ اسے کنوئیں کے دونو اطراف میں نصب کیا ہے اور اس پر چرخی ڈال کر پانی کھینچ رہے ہیں۔ میں نے کہا میرے دوست نے جھوٹ نہیں بولا۔ پس (نقیب) آیا اور کہا کہ امیر کی دعوت اور اس کے بلاوے پر آؤ۔ میں آیا اور قصر میں داخل ہوا اور اس لکڑی کو دیکھا کہ پڑی ہے اور کنوئیں کی چرخی کے پائے کو میں نے وہاں دیکھا پس میں اس کے قریب گیا اور اس پہ پاؤں مارا اور کہا تو میرے لیے پرورش کی گئی ہے اور میرے لیے اُگی ہے۔ پس مجھے زیاد کے پاس لے گئے تو اس نے کہا کہ اپنے صاحب و ساتھی کے کچھ جھوٹ سناؤ۔ میں نے کہا خدا کی قسم نہ میں جھوٹ بولتا ہوں اور نہ وہ جھوٹے تھے مجھے آنجناب نے خبر دی تھی کہ تو میرے ہاتھ پاؤں اور زبان کاٹے گا تو وہ لعین کہنے لگا خدا کی قسم میں اس کی بات کو جھوٹا کر دیتا ہوں۔ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر سے باہر لے جاؤ۔ جب لوگ انہیں باہر لے

گئے تو رشید نے لوگوں کی طرف رُخ کیا اور عجیب و غریب باتیں کرنے لگے اور کہتے تھے " مجھ سے پوچھو کہ میرے پاس اس قوم کا قرض ہے جو انھوں نے وصول نہیں کیا۔ پس ایک شخص زیاد کے پاس گیا اور کہا یہ کونسا کام تو نے کیا ہے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے ہیں اور اس نے لوگوں کو عجیب و غریب باتیں سنانی شروع کی ہیں۔ زیاد نے کہا اسے واپس لے جاؤ۔ ابھی قصر کے دروازے پر پہنچے تھے واپس لے آئے اور اس نے حکم دیا کہ ان کی زبان کاٹ کر انھیں سُولی پر لٹکایا جائے۔

اور شیخ مفید نے زیاد بن نصر حارثی سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں زیاد کے پاس تھا کہ اچانک رشید ہجری کو لے آئے۔ زیاد نے ان سے کہا تیرے صاحب یعنی علیؑ نے تجھے کہا ہے کہ ہم تیرے ساتھ کیا کریں گے۔ انھوں نے کہا کہ ہاں میرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر مجھے سولی پر لٹکاؤ گے۔ زیاد نے کہا خدا کی قسم میں اس کی بات کو جھوٹا کر دوں گا اس کو چھوڑ دو چلا جائے۔ جب رشید نے باہر جانا چاہا تو کہا خدا کی قسم کوئی چیز اس کے لیے اس سے بدتر میں نہیں پاتا کہ جو اس کے صاحب نے خبر دی ہے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو سولی پر لٹکا دو۔ رشید نے کہا ہیہات (دُور کی بات ہے) ابھی ایک اور چیز بھی رہتی ہے کہ جس کی امیرالمومنین نے مجھے خبر دی ہے۔ زیاد نے کہا اس کی زبان بھی کاٹ دو۔ تو رشید نے کہا کہ اب امیرالمومنین کی خبر پوری ہوئی ہے اور ان کی سچائی کی دلیل ظاہر ہو گئی۔ مترجم کہتا ہے کہ ان کی سزا کی ایک دوسرے سے مشابہت سے تعجب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایک زمانہ میں عام طور پر سزائیں ایک جیسی ہوتی ہیں جیسا کہ ہمارے زمانہ میں سولی پر لٹکانا ہے۔ اس وقت ہاتھ پاؤں کاٹنا تھا۔

شہادت حضرت حجر بن عدی عمرو بن حمق (رضی اللہ عنہما)

حُجر (حاء جو نقطہ کے بغیر ہے کی پیش اور جیم کے سکون کے ساتھ) امیرالمؤمنین کے اصحاب اور ابدال میں سے ہیں اور انھیں حجر الخیر کہتے تھے۔ زہد و تقویٰ اور کثرت عبادت اور نماز کے ساتھ مشہور تھے۔

علماء نے حکایت کی ہے کہ ہر شبانہ روز دہ ہزار رکعت نماز پڑھتے اور فضلاء صحابہ میں سے تھے اور صغر سنی کے باوجود ان کے بزرگان میں شمار ہوتے تھے جنگ صفین میں قبیلہ کندہ کے امیر تھے اور جنگ نہروان کے دن امیر المؤمنین کی فوج کے میسرہ کے رئیس و کمانڈر تھے۔

اور فضل بن شاذان نے کہا ہے کہ وہ بزرگ تابعین اور زہاد و پرہیز گاروں کے رؤساء و سرداروں میں سے تھے۔ جندب بن زہیر قاتل جادوگر اور عبداللہ بن بدیل و حجر بن عدیؔ و سلیمان بن صُرَد و مسیب بن نجبہ و علقمہ و سعید بن قیس اور ان جیسے بہت سے افراد ہیں کہ جنھیں (دشمنانِ دین سے) جنگ سے ختم کر دیا دوبارہ زیادہ ہو گئے یہاں تک کہ امام حسینؑ کے ساتھ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ مغیرہ بن شعبہ جب کوفہ کا گورنر ہوا تو وہ منبر پر کھڑا ہو جاتا اور امیر المؤمنین حضرت علیؑ ابن ابیطالب اور ان کے شیعوں کی مذمت کرتا اور انھیں گالیاں بکتا اور عثمان کے قتل کرنے والوں پر نفرین و لعنت کرتا اور پروردگار سے عثمان کے لیے طلب مغفرت کرتا اور اسے پاکیزگی کے ساتھ یاد کرتا تو حجر کھڑے ہو جاتے اور کہتے یا ایہا الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء اللہ ولو علی انفسکم۔

"اے ایمان والو قسط و عدل پر برقرار رہنے والے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو اگرچہ تمہارے نفس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔"

مَیں گواہی دیتا ہوں کہ وہ شخص کہ جس کی تم مذمت کرتے ہو وہ اس سے برتر و بہتر ہے کہ جس کی مدح کرتے ہو اور جس کو اچھائی کے ساتھ یاد کرتے ہو وہ مذمت کا زیادہ مستحق ہے اس سے کہ جس پر عیب لگاتے ہو، منیرہ ان سے کہتا اے حجر وائے ہو تم پر اس عمل سے دستبردار ہو جاؤ اور بادشاہ کے غضب اور اس کی سطوت سے ڈرو کیونکہ تجھ ایسے بہت سے مار ڈالے گئے اس کے علاوہ ان سے متعرض نہ ہوتا۔ اس طرح معاملہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک دن منیرہ منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا اور اس کی زندگی کے آخری دن تھے۔ پس اس نے حضرت علیؑ کو گالی دی اور آنجناب اور آپ کے شیعوں پر نفرین و لعنت کی۔ حجر کود پڑے اور بلند آواز سے پکارا کہ جسے مسجد والوں اور مسجد سے باہر والوں نے سنا، اور اے شخص تو نے نہیں جانتا کہ کس شخص کو تو برا بھلا کہتا ہے اور کس قدر تو امیر المومنینؑ کی مذمت پر حریص ہے اور نابکاروں کی تعریف و توصیف پر۔"

سن پچاس ہجری میں منیرہ ہلاک ہوا (اپنے انجام کو پہنچ گیا) پس بصرہ اور کوفہ دونوں زیاد کے سپرد ہو گئے اور زیاد کوفہ میں آیا۔ اور حجر کی طرف کسی کو بھیجا اور وہ آئے اور اس سے پہلے اس کی ان سے دوستی تھی اور کہا مجھے پتا چلا ہے کہ تو منیرہ کے ساتھ ساتھ کیا کرتا تھا اور وہ بردباری سے کام لیتا تھا لیکن میں خدا کی قسم اس قسم کی باتوں کا تحمل نہیں رکھتا اور تو نے مجھے دیکھا ہے اور پہچانتا ہے کہ میں علیؑ کا دوست تھا اور ان سے مودت رکھتا تھا لیکن خدا نے اسے میرے سینے سے بدل دیا ہے اور اسے دشمنی اور بغض و کینہ میں بدل دیا ہے اور جو

کچھ تو نے جانا اور پہچانا تھا معاویہ کے کینہ اور دشمنی میں سے اسے پلٹ دیا ہے۔
اور دوستی و مودت میں مبدل کر دیا ہے اگر تم سیدھے رہے تو تیری دنیا و دین سالم
رہ جائیں گے اور اگر دائیں بائیں ہاتھ مارا تو اپنے آپ کو ہلاک کر دو گے اور تمہارا
خون رائیگاں جائے گا اور میں پسند نہیں کرتا کہ کسی اقدام سے پہلے انتقام لوں
اور سزا دوں اور بغیر کسی چیز کے مؤاخذہ کر دوں۔ خدایا گواہ رہنا۔ تو حجر نے کہا کبھی بھی
امیر مجھ سے نہیں دیکھے گا مگر وہ کچھ کہ جسے پسند کرے اور میں اس کی نصیحت کو قبول
کرتا ہوں اور اس کے ہاں سے باہر چلے آئے اور انتہائی خوف زدہ تھے اور
احتیاط سے کام لیتے اور زیاد انھیں اپنے پاس بلاتا اور انکا احترام کرتا اور شیعہ حجر
کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے اور زیاد سردیاں بصرہ
میں گذارتا تھا اور گرمیاں کوفہ میں اور بصرہ میں اس کا قائم مقام سمرہ بن جندب تھا۔
اور کوفہ میں عمرو بن حریث تو عمارہ بن عقبہ نے زیاد سے کہا کہ حجر کے پاس شیعہ
جاتے ہیں اور اس کی باتیں سنتے ہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ آپ کے باہر
جانے کے وقت یہ شور و غوغا بپا کریں۔ زیاد نے انھیں بلایا خوف دلایا اور سختی سے
ڈرایا دھمکایا اور بصرہ چلا گیا اور عمرو بن حریث کو اپنی جانشینی کے لیے کوفہ میں چھوڑا
اور شیعہ حجر کے پاس جاتے تھے اور وہ خباب آتے یہاں تک مسجد میں بیٹھتے
اور شیعہ بھی ان کے پاس آ بیٹھتے اور مسجد کی تہائی یا آدھا حصہ گھیر لیتے اور دیکھنے اور
نظارہ کرنے والے ان کے گرد ہوتے۔ چنانچہ مسجد کو پُر کر لیتے پھر وہ زیادہ ہو گئے
اور ان کی صدا و پکار اور شور و غل زیادہ ہو گیا اور انھوں نے معاویہ کی مذمت اور
اسے گالیاں دینے اور زیاد کو بُرا بھلا کہنے کی آواز بلند کی۔ عمرو بن حریث تک یہ
خبر پہنچی تو وہ منبر پر گیا اور شہر کے اشراف و بڑے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔

انہیں اس نے فرمانبرداری کا حکم دیا اور مخالفت سے ڈرایا۔ پس حجر کے ساتھیوں کا ایک گروہ تکبیر کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا اور بُرا بھلا کہتا ہوا عمرو بن حریث کے قریب پہنچ گیا اور اسے سنگریزے مارے اور بُرا بھلا کہا یہاں تک کہ وہ منبر سے اتر آیا اور قصر میں چلا گیا اور اس کا دروازہ بند کر لیا اور یہ خبر زیاد کو لکھ بھیجی۔ جب زیاد کو خط ملا تو اس نے کعب بن مالک کا شعر بطور مثال پڑھا۔ "فلما غدوا بالعرض قال سراتنا، علام اذا لم نمنع العرض" "جب وہ صبح کے وقت کھیت میں گئے تو ہمارے سرداروں نے کہا کہ اگر ہم کھیت کی حفاظت نہیں کر سکتے تو پھر کس لیے زراعت کریں" پھر کہا کہ اگر میں کوفہ کو حجر کی مشکل سے نہیں بچا سکتا اور اس کو دوسروں کے لیے عبرت نہیں بنا سکتا تو میں کچھ بھی نہیں، وائے ہے تیری ماں کے لیے اے حجر میں تجھے بھیڑیے کے پاس بھیجوں گا" لقد سقط بك العشاء علی سرجان "تجھے رات کے کھانے نے بھیڑیے پر جا گرایا" یہ عبارت ضرب المثل ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص رات کے کھانے کی تلاش میں نکلا اور خود بھیڑیے کی خوراک ہو گیا" پھر وہ کوفہ آیا اور قصر میں داخل ہوا جب باہر نکلا تو سندس کی قبا پہنے ہوئے اور خز سبز کی ردا کندھے پر ڈالے ہوئے تھا اور حجر مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھی ان کے گرد جمع تھے پس زیاد منبر پر گیا اور خطبہ دیا اور لوگوں کو ڈرایا دھمکایا اور اشرافِ کوفہ کو حکم دیا کہ تم میں سے ہر ایک اس جماعت کے پاس جائے جو حجر کے گرد بیٹھے ہیں اور اپنے بھائی کے بیٹے اور رشتہ اور اپنے قبیلہ کے ہر اس شخص کو کہ جسے کہہ سکتے ہو اور جو تمہاری بات مانتا ہے اپنی طرف بلاؤ تاکہ جتنا کر سکتے ہو اس کے پاس سے لوگوں کو اٹھا لو۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور حجر کے ساتھیوں کو اٹھا دیا یہاں تک کہ زیادہ تر لوگ پراگندہ ہو گئے جب

زیاد نے دیکھا کہ لوگوں کی کثرت میں کمی ہو گئی ہے تو شداد بن ہیثم ہمدانی پولیس افسر سے کہا کہ حجر کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ پس شداد ان کے پاس آیا اور کہا امیر کے بلاوے اور دعوت کو قبول کرو۔ حجر کے ساتھیوں نے کہا: لا واللہ ولا نعمۃ عین۔ نہیں خدا کی قسم اور نہ سر آنکھوں پر (جیسا کہ ایرانی اظہار اطاعت کے مقام پہ کہتے ہیں۔ چشم عربی زبان میں اظہار تعزیت کے لیے بھی اور نافرمانی کے لیے بھی کہتے ہیں" نعمۃ عین ولا نعمۃ عین " یہ اس کی دعوت و بلاوے کو قبول نہیں کرتے۔ شداد نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تلوار کی پشت سے حملہ کرو انھوں نے تلواریں ہاتھ میں لے کر حملہ کر دیا اور تلوار کی پشت سے مار مار کر حجر کو گرفتار کر لیا اور ایک شخص کہ جسے بکر بن عبید کہتے تھے وہ تلوار کی پشت سے عمرو بن حمق کو مارنے لگا چنانچہ وہ گر گئے اور دو شخص ازد قبیلہ کے ابوسفیان بن عویمر اور عجلان بن ربیعہ انھیں اٹھا کر عبیداللہ بن موعد ازدی کے گھر لے گئے اور وہیں چھپے رہے یہاں تک کہ کوفہ سے باہر نکل گئے۔ باقی رہے حجر تو عمیر بن زید کلبی نے انھیں کہا جو کہ ان کے ساتھیوں میں سے تھا ایسا شخص کہ جس کے پاس تلوار ہو میرے علاوہ نہیں ہے اور اکیلی میری تلوار سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو حجر نے کہا تو اس امر میں تیری کیا رائے ہے اس نے کہا یہاں سے اٹھو اور اپنے گھر والوں میں جاؤ تاکہ آپ کی قوم آپ کی حفاظت کرے چنانچہ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور زیاد منبر پہ ان لوگوں کو دیکھ رہا تھا اور اس نے کہا کہ قبیلہ ہمدان، تمیم، اور بغیض کی اولاد، مذحج، اسد اور غطفان کھڑے ہو جائیں قبیلہ کندہ کے قبرستان کی طرف جا کر وہاں سے حجر کی طرف جائیں اور اسے لے آئیں جب حجر گھر میں پہنچے اور اپنے یار و انصار کی قلت دیکھی تو ان سے کہا تم لوگ

واپس چلے جاؤ کیونکہ تم اس قوم کے مقابلہ کی توانائی نہیں رکھتے جو تم پر اجتماع کرکے آئی ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ تمہیں معرض ہلاکت میں ڈالوں پس وہ چلے گئے تاکہ اپنے گھروں کو پلٹ جائیں۔ مذحج اور ہمدان کے سواروں کی ان سے برخورد ہوئی۔ کچھ دیر زد و خورد کی۔ قیس بن زید اسیر ہو گیا اور باقی افراد بھاگ گئے۔ پس حجر نے قبیلہ کندہ میں سے بنی حرب کی راہ لی۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک شخص کہ جس کا نام سلیمان بن یزید تھا اس کے گھر کے دروازے تک پہنچے اور اس کے گھر میں داخل ہو گئے اور وہ لوگ ان کی تلاش میں سلیمان کے گھر کے دروازے تک پہنچ گئے۔ سلیمان نے اپنی تلوار اٹھالی اور چاہا کہ باہر آئے اس کی بیٹیاں رونے لگیں اور حجرؓ اسے مانع ہوئے پھر اس گھر کے ایک روشن دان سے باہر نکلے اور قبیلہ کندہ کی بنی العنبر شاخ کے گھروں کی طرف گئے اور عبداللہ بن حارث مالک اشتر کے بھائی کے گھر میں داخل ہوئے اور عبداللہ ان کے لیے بستر اور فرش بچھائے اور کشادہ روئی اور خوشی سے انہیں قبول کیا اچانک کوئی شخص انکے پاس آیا اور کہا کہ پولیس کے سپاہی محلہ نخع میں آپ کے متعلق پوچھ گوچھ کر رہے ہیں کیونکہ ادما نامی سیاہ رنگ کی کنیز نے انہیں دیکھا تھا اور کہا تھا کہ حجرؓ قبیلہ نخع میں ہے۔ لہٰذا اُن کی طرف جاؤ پس حجر و عبد اللہ اس طرح سے کہ کسی شخص نے انہیں نہ پہچانا سوار ہوئے اور رات رات ربیعہ بن ناجذ ازدی کے گھر جا اُترے اور جب پولیس رہ گئی اور ان تک دسترس حاصل نہ کر سکی تو زیاد نے محمد بن اشعث کو بلایا اور کہا خدا کی قسم یا تو حجر کو ہر صورت میں لے آؤ ورنہ میں تمہارا کوئی کھجور کا درخت نہیں چھوڑوں گا مگر یہ کہ اسے کاٹ دوں گا اور تیرا کوئی گھر نہیں چھوڑوں گا مگر اسے ویران کر دوں گا اور اس کے باوجود مجھ سے جان

بچا نہیں سکے اور میں تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ محمد نے کہا مجھے کچھ مہلت دیجئے تاکہ میں اس کو تلاش کر لوں۔ زیاد نے کہا میں تجھے تین دن کی مہلت دیتا ہوں اگر اسے لے آیا تو فبہا ورنہ اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرنا اور محمد کو زندان کی طرف لے گئے اس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ اسے سختی کے ساتھ کھینچتے تھے۔ پس حجر بن یزید کندی نے جو کہ بنی مرہ کی شاخ سے تھا زیاد سے کہا اس سے ضامن لے کر اسے چھوڑ دو۔ زیاد نے کہا تم ضامن ہوتے ہو اس نے کہا ہاں تب اسے رہا کیا۔ اور حجر بن عدی باشبانہ روز (چوبیس گھنٹے) ربیعہ کے گھر رہے پھر رشید نامی غلام جو اہل اصفہان میں سے تھا ابن اشعث کے پاس بھیجا اور اسے پیغام دیا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ اس ظالم ستمگر جابر۔ دھرٹ دھرم نے تجھ سے کیا سلوک کیا ہے اس کے معاملہ میں ڈرو نہیں کیونکہ میں خود تمہارے پاس آ جاؤں گا اور تم اپنے قبیلہ کے چند افراد کے ساتھ اس کے پاس جاؤ اور اس سے خواہش کرو کہ مجھے مہلت دے اور معاویہ کے پاس بھیج دے اور میرے بارے میں معاویہ اپنی رائے دیکھ لے۔ پس محمد بن حجر بن یزید، حجر بن عبد اللہ اور مالک اشتر کے بھائی عبداللہ کو لیا اور یہ اکٹھے زیاد لعین کے پاس گئے اور جو کچھ حجر نے چاہا تھا اس کی زیاد سے درخواست کی۔ زیاد نے قبول کر لیا۔ انھوں نے حجر کی طرف قاصد بھیجا اور انھیں آگاہ کیا وہ آئے اور زیاد کے دربار میں چلے گئے۔ زیاد نے حکم دیا اور انھیں زندان میں لے گئے۔ ان کے بدن پر ہلکا سا لباس تھا جبکہ صبح کا وقت تھا اور سردی تھی اور انھیں دس راتیں قید رکھا اور زیاد حجر کے ساتھیوں کے رؤساء اور سرداروں کی تلاش میں تھا اور بہت زیادہ کوشش کرتا تھا اور بھاگ رہے تھے اور جسے پکڑ سکا اسے گرفتار کر لیا یہاں تک کہ ان میں سے بارہ افراد قید کر دیے گئے اور

رؤساء ارباع (یعنی شہر کے چاروں حصوں کے رؤساء) کو بلایا۔ وہ آئے تو کہا کہ حجر کے خلاف گواہی دو جو کچھ تم نے دیکھا ہے اور وہ عمرو بن حریث، خالد بن عرفطہ قیس بن ولید اور ابو بردہ ابوموسیٰ اشعری کا بیٹا تھے اور انھوں نے گواہی دی کہ حجر فوج جمع کر رہا تھا اور خلیفہ کو علنی گالیاں دیں اور زیاد کو برا بھلا کہا اور ابوتراب کی بے گناہی کا اظہار کیا اور ان کے لیے رحمت کی دعا کی اور ان کے دشمن سے بیزاری کی اور تمام افراد جو حجر کے ساتھ ہیں اس کے ساتھیوں کے سردار اور اس کی رائے اور عقیدہ پر ہیں۔ پس زیاد نے انکی شہادت کو دیکھا تو کہا کہ میں اسے قاطع اور دوٹوک شہادت نہیں سمجھتا اور یہ بھی پسند کرتا ہوں کہ گواہ چار سے زیادہ ہونے چاہییں۔ پس ابوبردہ نے لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ وہ شہادت ہے کہ جو ابوبردہ بن ابوموسیٰ نے دی ہے عالمین کے پروردگار خدا کے لیے، گواہی دی ہے کہ حجر بن عدی اطاعت سے نکل گیا ہے اور جماعت سے الگ ہوگیا ہے۔ خلیفہ پر لعنت کی ہے اور لوگوں کو جنگ و فتنہ کی دعوت دی ہے اور فوج اکٹھی کر رہا ہے اور انھیں بیعت توڑنے اور امیر... معاویہ کو معزول کرنے دیتا اور خدا کا منکر اور کافر ہوگیا ہے ناحش ورسولخدا کی بنار پہ۔ زیاد نے کہا اس طرح شہادت اور گواہی دو۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ اس خیانتکار اور بے عقل و فرد کی گردن اڑا دی جائے پس تین دوسرے محلہ دار کے رؤساء نے بھی ایسی ہی گواہی دی ہے اور لوگوں کو بلایا اور کہا کہ جس طرح چاروں علاقوں کے رؤساء نے گواہی دی ہے وہ بھی دیں۔ پس ستر افراد نے گواہی دی کہ جن میں اسحاق، موسیٰ اور اسماعیل طلحہ بن عبیداللہ کے بیٹے اور منذر بن زبیر، عمارہ بن عقبہ، عبدالرحمٰن بن ہبار، عمر بن سعد، وائل بن حجر حضرمی، ضرار بن ہبیرہ، شداد بن

منذر جو کہ ابن بزلیعہ کے نام سے مشہور تھا اور حجار بن ابجر عجلی، عمرو بن حجاج، لبید بن عطارد، محمد بن عمیر بن عطارد۔ اسماء بن خارجہ، شمر بن ذی الجوشن، زحر بن قیس جعفی، شبث بن ربعی۔ سماک بن مخرمہ اسدی سماک مسجد والا اور یہ مسجد ان چار مسجدوں میں سے ایک ہے کہ جو کوفہ میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے شکرانے کے طور پہ بنائی گئی تھی۔ دو اور افراد کے نام بھی گواہوں میں انھوں نے لکھے لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔ شریح بن حارث قاضی اور شریح بن ہانی شریح بن حارث نے تو کہا کہ مجھ سے حجر کا حال انھوں نے پوچھا تو میں نے کہا وہ ہمیشہ روزہ دار تھا اور راتیں عبادت میں بسر کرتا تھا۔ اور شریح بن ہانی نے کہا مجھ سے پوچھے بغیر انھوں نے میری گواہی لکھی تھی۔ جب مجھے خبر ملی تو میں نے اس کی تکذیب کی۔ پھر زیاد نے یہ شہادت نامہ کثیر بن شہاب اور وائل بن حجر کے سپرد کیا اور انھیں حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ بھیجا اور حکم دیا کہ انھیں باہر لے جاؤ۔ رات کو وہ باہر لے جائے گئے اور وہ چودہ افراد تھے۔ اور پاسبان و محافظ ان کے ہمراہ روانہ کئے یہاں تک کہ جب عزرم کے قبرستان تک پہنچے جو کہ کوفہ میں ایک جگہ ہے تو قبیصۃ بن ضبیعہ عبسی حجر کے ساتھیوں میں سے ایک جو کہ قیدیوں میں سے تھا کی نگاہ اپنے گھر پر پڑی اچانک اس نے دیکھا اس کی بیٹیاں چھت پر سے دیکھ رہی ہیں تو اس نے وائل اور کثیر سے کہا مجھے گھر کے قریب لے جاؤ تاکہ میں وصیت کر لوں۔ وہ اسے گھر کے قریب لے گئے۔ جب وہ بیٹیوں کے قریب گیا تو وہ رونے لگیں۔ کچھ دیر وہ خاموش رہیں۔ پھر کہا خاموش رہو وہ خاموش ہو گئیں۔ پھر اس نے کہا خدا سے ڈرو اور صبر و شکیبائی اختیار کرو کیونکہ میں اپنے پروردگار سے اس راستہ

میں خیر کی امید رکھتا ہوں، وہ اچھی چیزوں کی یا میں قتل کیا جاؤں گا جو کہ بہترین سعادت ہے یا سلامتی کے ساتھ تمہارے پاس آؤں گا۔ وہ ذات جو تمہیں روزی دیتی تھی اور تمہارے مخارج کی کفایت کرتی تھی وہ خدا تبارک و تعالیٰ ہے اور وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ تمہیں ضائع نہیں کرے گا اور مجھے تمہاری وجہ سے محفوظ رکھے گا پھر وہ پلٹ آیا اور اس کی قوم اس کے لیے دعا کرتی رہی کہ خدا اسے سلامت رکھے پس وہ گئے مرج عذرا تک جو کہ دمشق سے چند میل پہلے ہے وہاں انھیں ٹھہرایا گیا اور معاویہ نے وائل اور کثیر کی طرف کسی کو بھیجا اور ان دونو کو دمشق لایا ان کا خط کھولا اور اہل شام کے سامنے پڑھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم، معاویہ بن ابوسفیان امیر المومنین کی طرف زیاد بن ابوسفیان کی جانب سے اما بعد خدا نے امیر المؤمنین پر نعمت کو تمام کیا اور ان کے دشمن کو ان کے سپرد کیا اور اہل بغی و سرکشی کی زحمت کی کفایت کی۔ یہ ان گمراہ کرنے والوں ابوتراب کے شیعوں اور برا بھلا کہنے والوں نے کہ جن میں سے حجر بن عدی ہے امیر المومنین کو معزول قرار دیا اور ان کی اطاعت چھوڑ دی ہے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو گئے ہیں اور جنگ برپا کرنا چاہتے تھے لیکن خدا نے انھیں خاموش کیا ہے اور ہمیں ان پر کامیابی دی ہے اور میں نے شہر کے نیک و صالح اشراف و بزرگان اور عقلمند و خردمندوں اور دینداروں کو بلایا ہے یہاں تک کہ جو انھوں نے دیکھا ہوا تھا اور جو کچھ وہ جانتے تھے اس کی گواہی دی اور ان لوگوں کو میں نے امیر المؤمنین کی طرف بھیجا ہے اور اہل شہر کے پارسا اور نیک لوگوں کی گواہی اس خط کے نیچے لکھی ہے۔ جب معاویہ نے یہ خط پڑھا تو شام کے لوگوں سے کہا ان اشخاص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ یزید بن اسد بجلی نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ انھیں شام کی مختلف بستیوں

ہیں پراگندہ کردیں تاکہ اہل کتاب کے سرکش لوگ ان کے شر سے کفایت کریں اور حجر نے معاویہ کی طرف کسی شخص کو بھیجا اور کہا کہ امیر سے کہو کہ اس کی بیعت پر قائم ہوں اور اسے میں فسخ نہیں کیا۔ جب حجر کا پیغام معاویہ تک پہنچا تو اس نے کہا کہ زیاد ہمارے نزدیک حجر سے زیادہ سچا ہے پس ہدبہ بن فیاض قضاعی اعور کو دو دوسرے افراد کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ حجر اور ان کے ساتھیوں کو رات کے وقت معاویہ کے پاس لے آئے اور ہدبہ ایک آنکھ سے اندھا تھا۔ کریم بن عفیف خثعمی نے جب اسے دیکھا تو اس نے کہا کہ ہم میں سے آدھے قتل کر دیئے جائیں گے اور آدھے نجات پائیں گے۔ پس معاویہ کا قاصد ان کے پاس آیا اور چھ افراد کی رہائی کا فرمان دیا کہ جن کی رؤساء شام میں سے معاویہ کے اصحاب سرداروں میں سے ایک نے ان کی سفارش کی تھی اور دوسرے آٹھ افراد کو روک لیا اور معاویہ کے بھیجے ہوئے اشخاص نے ان سے کہا معاویہ نے حکم دیا ہے کہ ہم علی سے بیزاری اختیار کرنا اور اس پر لعنت کرنا تمہارے سامنے پیش کریں اگر تم نے قبول کر لیا تو تم سے ہم دستبردار ہو جائیں ورنہ تمہیں قتل کر دیں اور امیر.... کہتا ہے کہ تمہارا قتل کرنا ہم پر حلال، تمہارے شہر والوں کی تمہارے خلاف شہادت دینے کی بنا پر لیکن امیر.... نے بخشش کی ہے اور درگزر سے کام لیا ہے تم اس شخص (علیؑ) سے بیزاری اختیار کرو تاکہ تمہیں چھوڑ دے انھوں نے کہا ہم یہ کام نہیں کریں گے پس اس کے حکم سے ان کے زنجیر کھول دیئے گئے اور کفن لے آئے وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور ساری رات نماز و عبادت میں گذار دی جب صبح ہوئی تو معاویہ کے ساتھیوں نے کہا گذشتہ رات میں نے تمہیں دیکھا کہ بہت زیادہ نماز تم نے پڑھی اور اچھی دعا کی ہے تو ہمیں بتاؤ کہ عثمان کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے انھوں نے کہا کہ وہ پہلا شخص تھا کہ جس نے

غیر منصفانہ حکم کیا اور غلط رفتار پر چلا تو وہ کہنے لگے امیر... تمہیں بہتر پہچانتے ہیں۔ پس وہ کھڑے ہو گئے اور کہا کیا اس مرد (حضرت علیؑ) سے بیزاری اختیار کرتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم ان کے دوست و محب ہیں تو معاویہ کے قاصدوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک شخص کو پکڑ لیا تاکہ اسے قتل کرے حجر نے ان سے کہا اتنی مہلت دو کہ ہمیں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ خدا کی قسم میں نے کبھی وضو نہیں کیا مگر یہ کہ اس کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ انھوں نے نماز پڑھی اور سلام کے بعد کہا کبھی بھی میں نے اس سے زیادہ مختصر نماز نہیں پڑھی اور اگر اس چیز کا ڈر نہ ہوتا کہ تم خیال کرو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں تو میں دوست رکھتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ دیر نماز پڑھوں پس ہدبہ بن فیاض اعور ان کی طرف تلوار لے کر بڑھا تو حجر کے کندھے کانپنے لگے تو ہدبہ نے کہا کہ تو خیال کرتا تھا کہ تو موت سے نہیں ڈرتا اپنے صاحب (علیؑ) سے بیزاری اختیار کرتا کہ میں تجھے چھوڑ دوں۔ حجر نے کہا کیوں جزع و فزع نہ کروں جبکہ کھدی ہوئی قبر کھلا ہوا کفن اور کھینچی ہوئی تلوار دیکھ رہا۔ خدا کی قسم اگرچہ میں جزع فزع کرتا ہوں لیکن کوئی ایسی بات نہیں کہتا کہ پروردگار کو غضب ناک کرے پس اس لعین نے حجر کو قتل کر دیا، رضوان اللہ علیہ!

مؤلف کہتے ہیں کہ یہاں ایک حدیث میرے دل میں آئی ہے کہ حجر امیر المومنینؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ کے ضرب کھانے کے بعد پس آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا فیا اسفی علی المولی التقی ابی الاطہار حیدرۃ الزکی "پس ہائے افسوس اس مولیٰ پر جو متقی پاکیزہ حضرات کا باپ حیدر روز کی و پاکیزہ ہے" امیر المومنینؑ نے ان کی طرف دیکھا اور ان کے اشعار سنے تو فرمایا اس وقت تیری کیا حالت ہو گی جب تجھے مجھ سے بیزاری کی

دعوت دیں گے اور تم کیا کہو گے۔ تو حجر نے کہا اے امیر المومنینؑ اگر مجھے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہی کر دیں اور آگ روشن کر کے مجھے اس میں پھینک دیں تو اسے میں آپ سے بیزاری اختیار کرنے پر ترجیح دوں گا۔ آپ نے فرمایا تجھے ہر کار خیر کی توفیق نصیب ہو اور خدا تجھے تیرے پیغمبر کے اہل بیت کی طرف سے جزائے خیر دے اے حجر۔

پھر وہ ملاعین آگے بڑھے اور ایک ایک کر کے حجر کے ساتھیوں کو قتل کرنے لگے یہاں تک کہ چھ افراد شہید ہو گئے۔ عبدالرحمن بن حسان عنزی اور کریم بن عفیف خثعمی رہ گئے تھے انھوں نے کہا ہمیں امیر ... کے پاس لے جاؤ اور ہم اس شخص (علیؑ) کے بارے میں وہ کچھ کہیں گے جس کا وہ حکم دے گا تو انھوں نے ان افراد کو معاویہ کے پاس بھیج دیا جب خثعمی معاویہ کے دربار میں داخل ہوا تو اس نے کہا اللہ اللہ! اے معاویہ تو اس فانی گھر سے آخرت کے باقی رہنے والے گھر کی طرف جائے گا اور تجھ سے پوچھیں گے کہ تو نے ہمارا خون کیوں بہایا۔ معاویہ نے کہا علیؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو اس نے کہا میرا قول تیرے والا قول ہے۔ میں علی کے دین سے بیزار اختیاری کرتا ہوں کہ جس کے ساتھ وہ خدا کی پرستش کرتا تھا اور شمر بن عبداللہ خثعمی اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی سفارش کی جس پر معاویہ نے اسے معاف کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ اسے ایک ماہ تک زندان میں رکھے گا اور جب تک معاویہ زندہ ہے وہ کوفے نہیں جائے گا۔

پھر اس نے عبدالرحمن بن حسان کی طرف رُخ کیا اور اس نے کہا اے قبیلہ ربیعہ کے بھائی تم علیؑ کے بارے میں کیا کہتے ہو تو اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آں جناب ان لوگوں میں سے تھے کہ جو زیادہ خدا کا ذکر کرتے ہیں اور امر بالمعروف

اور نہی از منکر کرتے ہیں اور لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کرتے ہیں۔ معاویہ نے کہا عثمان کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا وہی پہلا شخص تھا کہ جس نے ظلم وستم کا باب کھولا اور سچائی وراستی کے دروازے بند کیے۔ معاویہ نے کہا تو نے اپنے آپ کو قتل کیا۔ اس نے کہا بلکہ میں نے تجھے قتل کیا۔ پس معاویہ نے اسے زیاد کی طرف واپس بھیجا اور لکھا کہ یہ شخص ان تمام افراد سے بدتر ہے کہ جنھیں تو نے بھیجا ہے اس کو ایسا عقاب وعذاب کر کہ جس کے وہ لائق ہے اور اسے بدترین طریقہ پر قتل کر۔ جب اس مظلوم کو زیاد کے پاس لے آئے تو اسے قیس ناطف کے پاس بھیجا کہ جس لعین نے اسے زندہ درگور کیا پس وہ تمام افراد جو شہید کیے گئے سات افراد تھے (۱) حجر بن عدی (۲) شریک بن شداد حضرمی۔ (۳) صیفی بن فسیل شیبانی (۴) قبیصہ بن ضبیعہ عبسی (۵) محرز بن شہاب منقری (۶) کدام بن حیّان عنزی (۷) عبدالرحمٰن بن حسان عنزی۔ قبیصہ قاف کی زبر کے ساتھ اور ضُبَیعہ ضاد کی پیش اور باء کی زبر کے ساتھ اور محرز میم کی زیر اور حاء کے ساکن ہونے اور راء کی زبر کے ساتھ اور منقر میم کی زیر نون کے ساکن اور قاف کی زبر کے ساتھ اور کرام کاف کی زیر اور عنز دو زبروں کے ساتھ ہے)

مؤلف کہتا ہے کہ حجر کا شہید ہونا مسلمانوں کی نظر میں بہت عظیم نظر آیا اور انھوں نے معاویہ کی بہت مذمت کی اور اس کا بُرا منایا۔ ابوالفرج اصفہانی کہتا ہے ابومخنف نے کہا کہ مجھ سے ابن ابوزائدہ نے ابواسحاق سے حدیث کی ہے اس نے کہا کہ میں نے لوگوں سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ پہلی ذلت ورسوائی جو کوفہ کے لوگوں پر آئی وہ حجر کا شہید ہونا اور زیاد کا ابوسفیان سے الحاق اور امام حسینؑ کو شہید کرنا تھا، اور معاویہ اپنی موت کے وقت کہتا تھا مجھ پر دراز وطویل گزرے گا۔ ابن ادبر کی وجہ سے اور اس کی مراد ابن ادبر سے حجر ہے کیونکہ حجر کے باپ عدی کو ادبر کہتے

تھے اس لیے کہ تلوار لگنے سے ان کی سر بن پر زخم ہو گیا تھا اور حکایت ہوئی ہے کہ ربیع بن زیاد حارثی خراسان کا گورنر تھا جب اس نے حجر اور ان کے ساتھیوں کے شہید ہونے کی خبر سنی تو موت کی آرزو کی اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا خدایا اگر تیرے ہاں میرے لیے خیر ہے تو جلدی میری جان لے لے اور اس کے بعد وہ مر گیا ابن اثیر کامل میں کہتا ہے۔ حسن بصری نے کہا معاویہ میں چار ایسی خصلتیں ہیں کہ اگر ان میں سے صرف ایک بھی ہوتی تو اس کی ہلاکت کے لیے کافی تھی۔ تلوار سے اس کا اس امت کی گردن پر سوار ہونا یہاں تک کہ امر خلافت پر قابض ہو گیا بغیر کسی کے مشورے کے حالانکہ بقیہ صحابہ اور صاحبان فضل امت کے درمیان بہت سے موجود تھے اور اس نے اپنے بعد اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ بنا دیا جو کہ ہمیشہ مست اور شراب خوری میں رہتا تھا اور ریشم کا لباس پہنتا اور طنبورہ بجاتا تھا اور زیاد کو اپنے ساتھ ملحق کر لیا حالانکہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا تھا الولد للفراش وللعاہر الحجر بچہ صاحب فراش (شوہر) کا ہے اور زانی کے منہ پتھر ہے اور حجر اور اس کے ساتھیوں کو شہید کیا وائے ہے اس کے لیے حجر اور اس کے ساتھیوں کی وجہ سے۔

کہتے ہیں پہلی ذلت و خواری جو کوفہ میں داخل ہوئی حسنؑ بن علیؑ کی وفات اور حجر کا قتل ہونا اور زیاد کو زبردستی ابوسفیان کا بیٹا بنا دینا۔

اور ہند بنت زید انصاریہ جو کہ ایک شیعہ خاتون تھی اس نے حجر کے مرثیہ میں کہا ترفع ایھا القمر المنیر تبصر ھل تری حجرا یسیر "بلند ہو اے روشن چاند اور دیکھ کیا تجھے حجر چلتے ہوئے نظر آ رہا ہے۔ مترجم کہتا ہے ابو حنیفہ دینوری اخبار الطوال میں کہتا ہے جب زیاد نے حجر اور اس کے ساتھیوں کو ایک سو سپاہیوں کے ساتھ کوفہ سے معاویہ کی طرف روانہ کیا تو حجر کی ماں نے یہ

اشعار کہے، اترقع ایہا القمر المنیر، ترفع فعل تری حجرا یسیر، الاویا حجر حجر بنی عدی تلقتلک البشارۃ والسرور، وان تبلک فکل عمید قوم، من الدنیا الی یلک یصیر۔

بلند ہو اے روشنی دینے والے چاند، بلند ہو گیا تو حجر کو چلتے ہوئے دیکھ رہا ہے اے حجر جو کہ نبی عدی کا حجر، تجھے بشارت اور خوشی نصیب ہو اور اگر تو اس دنیا سے چل بسا تو ہر قوم کا سردار دنیا سے موت کی وادی میں جاتا ہے۔ اور ان اشعار کے مضامین دینوری کی بات سے مناسبت رکھتے ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ مورخین نے حجر کی شہادت کے سلسلہ میں گذشتہ بیان کے علاوہ بھی کہا ہے کہ زیاد جمعہ کے دن خطبہ دے رہا تھا اس نے خطبہ کو طول دیا اور نماز میں دیر ہو گئی۔ حجر بن عدی نے کہا الصلوٰۃ یعنی نماز کا وقت ہے لیکن زیاد نے اس طرح خطبہ جاری رکھا جب حجر کو خوف لاحق ہوا کہ نماز کا وقت گذر جائے گا تو زمین پر ہاتھ مار کر مٹھی بھر سنگریزے اٹھائے اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور لوگ بھی ان کے ساتھ نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ زیاد نے جب یہ دیکھا تو منبر سے اتر کر لوگوں کو نماز پڑھانے لگا اور یہ خبر معاویہ کو لکھ بھیجی اور حجر کے بارے میں بہت زیادہ بدگوئی کی۔ معاویہ نے زیاد کو لکھا کہ اسے زنجیر پہنا کر معاویہ کی طرف بھیج دے۔ جب زیاد نے چاہا کہ انھیں گرفتار کرے تو ان کی قوم ان کی مدد کرنے کے لیے ان کی حفاظت کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی تو حجر نے ان سے کہا کہ ایسا نہ کرو (زیاد اور اس کے کارندوں سے کہا) سمعاً و طاعۃً میں حکم ماننے کو تیار ہوں انھیں زنجیر پہنا کے معاویہ کی طرف انھوں نے انھیں بھیج دیا جب وہ معاویہ کے ہاں گئے تو کہا السلام علیک یا امیر ....

میں امیر المومنین ہوں خدا کی قسم میں تجھے معاف نہیں کروں گا اور نہ ہی تم مجھ سے معذرت خواہی کرو اس کو باہر لے جاؤ اور اس کا سر اڑا دو۔ حجر نے ان سے کہا کہ مجھے اتنی مہلت دو کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ حجر نے جلدی سے دو رکعت نماز پڑھی اور کہا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم خیال کرو گے کہ میں موت سے ڈر رہا ہوں جبکہ میں بالکل اس سے ہراساں نہیں ہوں تو نماز کو طول دیتا اور اپنے رشتہ داروں سے کہا کہ جو وہاں موجود تھے۔ میرے زنجیر اور بیڑیاں نہ نکالنا اور میرے خون کو نہ دھونا کیونکہ میں کل (قیامت کے دن) معاویہ سے شاہراہ پر ملاقات کرونگا۔

اور اسد الغابہ میں کہتا ہے کہ حجر دو ہزار پانچ سو (درہم) کا عطیہ لیتے تھے اور ان کی شہادت ۵۱ھ میں ہوئی اور ان کی قبر مقام عذرا میں مشہور ہے اور وہ مستجاب الدعا شخص تھے۔

مولف کہتے ہیں کہ جو خط مولانا ابو عبد اللہ حسینؑ نے معاویہ کو بھیجا تھا منجملہ اس نے لکھا کیا تو حجر بن عدی کندی کا نماز گذاروں اور عابدوں سمیت قاتل نہیں کہ جو ظلم کو ناپسند کرتے اور بدعتوں کو عظیم شمار کرتے تھے اور راہ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی سرزنش سے نہیں ڈرتے تھے تو نے انھیں ظلم و ستم اور بغض و کینہ کے ساتھ قتل کیا باوجود سخت قسم کی قسمیں کھانا اور مستحکم عہد و پیمان باندھنے کے کہ انھیں آزار و تکلیف نہیں پہنچاؤں گا۔

عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ کی شہادت

باقی رہے عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ پہلے ہم کہہ چکے ہیں کہ وہ حجر کے ساتھ مسجد میں تھے اور وہاں سے بھاگ نکلے اور قبیلہ ازد کے ایک شخص عبید اللہ

بن موعد نامی کے گھر میں جا چھپے پس رفاعہ بن شداد کے ساتھ مخفیانہ طور نکل کر مدائن چلے گئے اور وہاں سے موصل جا کر ہستانی علاقہ میں رہنے لگے۔ وہاں کے دیہات کا عامل قبیلہ ہمدان کا عبید اللہ بن ملتعہ نامی شخص تھا ان دو افراد کی اسے خبر ملی وہ چند سواروں اور اس بستی کے لوگوں کے ساتھ ان کی طرف آیا وہ دونوں پہاڑ سے باہر نکلے۔ عمرو کا پیٹ جلندھر (جس سے پیاس کی ہر وقت شدت رہتی ہے) کی وجہ سے سوج گیا تھا اور ان کے جسم میں طاقت باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن رفاعہ طاقت ور جوان تھا اور تیز رفتار گھوڑا اس کے پاس تھا وہ اس پر بیٹھ گیا اور عمرو سے کہا کہ میں آپ سے دفاع کرتا ہوں۔ عمرو نے کہا تیرا قتل ہو جانا مجھے کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اپنے آپ کو بچا کر نکل جاؤ لیکن اس نے سواروں پر حملہ کر دیا چنانچہ اسے راستہ مل گیا اور اس کا گھوڑا جلدی اس جماعت سے نکال کر باہر لے گیا۔ گھڑ سوار اس کے پیچھے لگ گئے وہ تیرانداز شخص تھا جو سوار اس کے نزدیک جاتا وہ اسے تیر مار کر گرا دیتا اور زخمی کر دیتا تھا یا اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیتا۔ لہٰذا سوار اس سے واپس آ گئے۔ باقی سرگزشت رفاعہ کی انشاء اللہ اس کے بعد بیان کی جائے گی۔

عمرو بن احمق کو انھوں نے گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے انھوں نے کہا کہ وہ شخص ہوں کہ اگر تم اسے چھوڑ دو تو تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ اسے قتل کر دو لیکن اپنا نام نہ بتانا۔ وہ انھیں موصل کے حاکم کے پاس لے آئے اور وہ عبدالرحمن بن عثمان ثقفی معاویہ کا بھانجا اور ابن ام الحکم کے نام سے مشہور تھا اس نے یہ خبر معاویہ کو لکھ بھیجی۔ معاویہ نے جواب بھیجا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس نے خود اقرار کیا ہے کہ اس نے عثمان کے بدن پر نو نیزے مارے

تھے لہٰذا اس سے تجاوز نہ کیا جائے وہی نو نیزے اس کے بدن پر مارے جائیں۔ پس انھوں نے ایسا ہی کیا۔ عمرو پہلے یا دوسرے نیزہ کے وار سے شہید ہو گئے، اور ان کا سر کاٹ کر معاویہ کے پاس بھیج دیا۔ اسلام میں یہ پہلا سر ہے کہ جو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجا گیا۔

مؤلف کہتے ہیں کہ یہ تو اہل سیر و تواریخ سے منقول ہے باقی رہیں ہماری احادیث تو شیخ کشی نے روایت کی ہے کہ حضرت پیغمبر اکرمؐ نے ایک سریہ بھیجا یعنی لشکر بھیجا کہ جس کے ہمراہ آپ خود نہیں تھے اور فرمایا کہ فلاں رات تم راستہ بھول جاؤ گے بائیں طرف جانا تو ایک شخص کے پاس سے گذرو گے کہ جس کے پاس چند بھیڑ بکریاں ہیں اس سے راستہ پوچھنا وہ تمہیں اس وقت تک راستہ نہیں بتائے گا جب تک اس کے ہاں کھانا نہیں کھاؤ گے پس وہ تمہارے لیے ایک مینڈھا ذبح کرے گا اور تمہیں کھلائے گا پھر اٹھ کر تمہیں راستہ بتائے گا تم اس کو میرا سلام کہنا اور اس کو آگاہ کرنا کہ میں نے مدینہ میں ظہور کیا ہے۔ وہ لوگ گئے اور راستہ بھول گئے لیکن وہ اس مرد سے پیغمبر کا سلام پہنچانا بھول گئے اور وہ شخص عمرو بن حمق ہی تھا۔ اس نے ان سے کہا کہ کیا مدینہ میں نبی اکرمؐ کا ظہور کیا ہے انھوں نے کہا کہ ہاں بس وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور پیغمبرؐ سے ملاقات کی اور جتنا خدا نے چاہا آنحضرت کی خدمت میں رہا پھر آنحضرت نے اس سے کہا جہاں تو رہتا تھا وہیں پلٹ جا جب امیر المؤمنین علیہ السلام کوفہ جائیں تو ان کے پاس جانا۔ پس وہ شخص اپنی جگہ واپس لوٹ گیا۔ یہاں کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کوفہ آئے تو آنجناب کی خدمت میں پہنچا اور کوفہ میں رہ گیا۔ امیر المؤمنین نے جب اس سے پوچھا کہ یہاں تیرا گھر ہے تو اس نے کہا جی ہاں فرمایا اس کو بیچ دے اور محلہ ازد میں مکان حاصل کر کیونکہ

میں کل تم سے چلا جاؤں گا اور جب تمہیں گرفتار کرنا چاہیں گے تو ازد قبیلہ مانع ہوگا یہاں تک کہ تو کوفہ سے جب موصل جائے ایک زمین گیر شخص کے پاس سے گذرے گا اس کے پاس بیٹھے گا اور اس سے پانی مانگے گا اور وہ تجھے پانی دے گا اور تجھ سے تیرے حالات پوچھے گا تو اس کو آگاہ کرنا اور اسے اسلام کی طرف دعوت دینا وہ مسلمان ہو جائے گا اور اپنے ہاتھ اس کے زانوؤں پر مسح کرنا خداوند تعالیٰ اس کی تکلیف کو دور کر دے گا اور وہ اٹھ کھڑا ہوگا اور تیرے ساتھ چل پڑے گا پھر ایک نابینا کے قریب سے تیرا گذر ہوگا جو راستہ پر بیٹھا ہوگا اس سے تم پانی مانگو گے وہ تمہیں پانی دے گا اور پھر وہ تمہارے کام کے بارے میں پوچھے گا تو اسے اپنا کام بتانا اور اسے اسلام کی طرف دعوت دینا وہ اسلام لے آئے گا اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا خدائے عزوجل اسے بینا کر دے گا اور وہ بھی تیرے پیچھے ہو لے گا اور یہ دونوں افراد تیرے بدن کو زیر خاک دفن کریں گے۔ اس کے بعد کچھ سوار تیرے پیچھے آئیں گے۔ جب تو اس قسم کی جگہ پر قلعہ کے نزدیک پہنچے گا۔ تو سوار تیرے قریب آن پہنچیں گے تو گھوڑے سے اتر کر غار کے بیچ اندر چلے جانا اور فاسقین جن وانس تیرے شہید کرنے میں شریک ہوں گے جو کچھ امیر المومنین نے کہا تھا وہ حالات آئے اور انھوں نے وہی کچھ کیا جو کچھ امیر المومنین نے فرمایا تھا جب عمرو اس قلعہ تک پہنچے تو ان دونوں مردوں سے کہا اوپر جا کر دیکھو کوئی چیز تمہیں نظر آتی ہے وہ گئے اور کہا چند سوار ہماری طرف آ رہے ہیں عمرو گھوڑے سے اتر آئے اور غار کے اندر چلے گئے اور ان کا گھوڑا بھاگ گیا جب غار میں داخل ہوئے تو سیاہ سانپ نے انھیں ڈس گیا اور وہ سوار آن پہنچے تو ان کے گھوڑے کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یہ اس کا گھوڑا ہے وہ بھی یہیں نزدیک

ہے۔ پس انھیں تلاش کرنے لگے اور انھیں غار میں پایا جس قدر ہاتھ ان کے بدن پر لگاتے ان کا گوشت بدن سے الگ ہو جاتا۔ ان کا سر لے کر معاویہ کے پاس گئے اور اس نے انھیں نیزہ پر نصب کیا اور یہ پہلا سر ہے اسلام میں کہ جو نیزہ پر نصب ہوا۔

مؤلف کہتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے اصحاب کی شہادت کے ذکر میں آئے گا کہ زاہر عمرو بن حمق کا غلام جو آنجناب کے ساتھ شہید ہوا وہی تھا کہ جس نے عمرو کی لاش کو سپرد خاک کیا تھا۔ تتمۃ المنتہیٰ میں کہا ہے کہ عمرو بن احمق (بروزن کتف) بن کاہن بن حبیب بن عمرو بن قین بن زراح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمر بن ربیعۃ الخزاعی نے صلح حدیبیہ کے بعد پیغمبر اکرمؐ کی طرف ہجرت کی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ فتح مکہ والے سال اسلام لائے لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے وہ پیغمبر کی صحبت میں رہے اور ان سے کئی احادیث بھی حفظ کی ہیں۔

ناشرہ نے عمرو بن حمق سے روایت کی ہے کہ انھوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی پلایا تو آنحضرت نے اس کے حق میں دعا کی

خدایا! اسے جوانی سے برخوردار اور نفع مند قرار دے وہ اسی سال زندہ رہے لیکن ان کی داڑھی میں سفید بال نظر نہ آیا اور پیغمبر اور حضرت علی علیہ السلام کے پیرو کاروں اور شیعوں میں ہوئے اور تمام جنگوں جمل، صفین اور نہروان میں آنجناب کی معیت میں رہے اور حجر بن عدی کی نصرت کے لیے قیام کیا اور ان کے ساتھیوں میں سے تھے۔ زیاد کے خوف سے عراق سے موصل نکل گئے اور موصل کے قریب ایک غار میں جا چھپے۔ موصل کے گورنر نے اپنے سپاہی انھیں گرفتار کرنے کے لیے بھیجے۔ انھوں نے غار میں انھیں مردہ پایا کیونکہ

سانپ نے انھیں ڈس لیا تھا لہٰذا وہیں فوت ہو گئے۔ شہر موصل کے باہر ان کی قبر مشہور ہے۔ لوگ ان کی زیارت کو جاتے ہیں اور ان کی قبر پر قبہ بنایا گیا ہے۔

ابو عبداللہ سعید بن حمدان سیف الدولہ اور ناصر الدولہ کے چچازاد بھائی ماہ شعبان ۳۳۶ھ اس کی تعمیر کا آغاز کیا اور شیعہ و اہلسنت کے درمیان اس کی عمارت کی وجہ سے فتنہ و فساد کھڑا ہو گیا۔ اور رجال کشی میں لکھا ہے کہ وہ امیر المؤمنین کے حواریوں میں سے ہیں اور ان سابقین میں سے ہیں کہ جو آنجناب کی طرف پلٹ آئے۔

اور کتاب اختصاص سے منقول ہے کہ وہ امیر المؤمنین کی طرف سبقت کرنے اور آپ کے مقربین کے ذکر میں کہتا ہے کہ مجھ سے حدیث بیان کی جعفر بن حسین نے محمد بن جعفر مؤدب سے کہ صحابہ میں سے چار ارکان سلمان، مقداد، ابوذر اور عمار ہیں اور تابعین میں سے آنجناب کے مقرب اویس بن انیس قرنی ہیں وہ کہ خدا جس کی شفاعت ربیعہ و مضر کے دو قبیلوں میں قبول کرے گا اگر وہ شفاعت کرے اور عمرو بن حمق ہے۔ اور جعفر بن حسین نے کہا امیر المؤمنین کے نزدیک ان کی قدر و منزلت اسی طرح تھی کہ جس طرح کی سلمان رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتے تھے، رشید ہجری۔ میثم تمار، کمیل بن زیاد نخعی، قنبر امیر المؤمنین کے غلام اور عبداللہ بن یحییٰ کہ جنھیں امیر المؤمنین جنگ جمل کے دن فرمایا اے فرزند یحییٰ تجھے اور تیرے باپ کو میں خوشخبری دیتا ہوں کہ تم شرطۃ الخمیس میں سے ہو۔ خدا تعالیٰ نے آسمان میں تمہیں اس نام سے پکارا ہے۔ مترجم کہتا ہے شرطۃ الخمیس فوج کے پاسبان ہیں کہ جنھیں ہمارے زمانہ میں قلعہ سعلی یا ذربان (قلعدار۔ ملٹری پولیس) کہتے ہیں اور یہ گروہ سپہ سالار کے نزدیک تمام افراد لشکر کی نسبت زیادہ امین و ثقہ ہوتے ہیں اور لشکر کا انتظام انھیں کے

پسر ہوتا ہے۔ امیرالمومنین اپنے مخلص اور امین دوستوں و محبوں کو شرطۃ الخمیس کا نام دیتے تھے) جندب بن زہیر عامری اور بنو عامر حضرت علی علیہ السلام کے مخلص شیعہ تھے جیسا کہ حبیب بن مظاہر اسدی، حارث بن عبداللہ اعور ہمدانی، مالک بن حارث اشتر المعلم الازدی (جو کہ قبیلہ ازد کے نشان تھے) ابو عبداللہ جدلی جویریہ بن مسہر عبدی، اور اسی کتاب سے مروی ہے کہ عمرو بن حمق نے امیرالمومنین علیہ السلام سے کہا خدا کی قسم میں آپ کے پاس اس لیے نہیں آیا کہ آپ مجھے کوئی مال و دولت دیں یا کوئی مقام و منصب کہ جس سے میری شہرت ہو اور میں مشہور ہو جاؤں بلکہ اس لیے کہ آپ رسولخدا کے چچازاد بھائی اور تمام لوگوں سے زیادہ اولویت و حق رکھتے ہیں اور جناب فاطمہ زنان عالم کی سردار کے شوہر ہیں اور رسولخدا کی ذریت کے باپ ہیں اور اسلام میں آپ کا حصہ ہر مہاجر و انصار سے زیادہ ہے خدا کی قسم اگر آپ مجھے حکم دیں کہ بلند پہاڑوں کو ان کی جگہ سے اکھیڑ کر دوسری جگہ لے جاؤں اور بڑے بڑے سمندروں کا پانی کھینچ کر باہر پھینکوں تو میں یہی کام مسلسل کرتا رہوں یہاں تک کہ مجھے موت آجائے اور میرے ہاتھ میں ایسی تلوار ہے کہ جس سے آپ کے دشمن کو میں سراسیمہ اور بے آرام کردوں اور آپ کے دوست کو اس سے قوت و طاقت بخشوں تاکہ خدا تعالیٰ آپ کے پائے کو بلند کرے، اور آپ کی حجت کو واضح و آشکار کرے پھر بھی میں گمان نہیں رکھتا کہ جو کچھ آپ کا حق ہے اس کو میں نے ادا کیا ہو امیرالمومنین نے دعا دی اللّٰھم نور قلبہ واھدہ الی صراط مستقیم۔ خدایا اس کے دل کو منور و روشن کردے اور اسے سیدھے راستے کی طرف ہدایت فرما، کاش میرے شیعوں میں تجھ ایسے سو افراد ہوتے ۔!

اور اسی کتاب سے عمرو حمق اور اس کے اسلام لانے کی ابتدا کے واقعہ میں ہے کہ وہ اپنے قبیلہ کے اونٹ چرایا کرتے تھے اور اس قبیلہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد و پیمان تھا آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ عمرو کے قریب سے گزرے۔ آنحضرت نے انھیں کسی سریہ و جنگ پر بھیجا تھا۔ انھوں نے عرض کیا تھا یارسول اللہ ہم توشہ اور زادراہ نہیں رکھتے اور راستہ بھی نہیں جانتے۔ فرمایا کہ ایک خوب رو شخص سے تمہاری ملاقات ہوگی جو تمہیں کھانا کھلائے گا اور سیراب کرے گا اور تمہاری راہنمائی کرے گا اور وہ اہل بہشت میں سے ہے۔ اس کے بعد ان صحابہ کے عمرو پر وارد ہونے عمرو کے ان کو گوشت کھلانے و دودھ پلانے اور رسولخدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے، آنحضرت کی بیعت کرنے اور اسلام لانے کو ذکر کیا یہاں تک کہا ہے کہ جب خلافت کا معاملہ معاویہ کے ہاتھ میں پہنچا تو موصل کے شہر زور میں لوگوں سے کنارہ کش ہو گئے۔ معاویہ نے ان کی طرف لکھا اما بعد خدا نے آگ بجھا دی اور فتنہ خاموش ہوا اور عاقبت وانجام پرہیز گاروں کو نصیب فرمایا تم اپنے ساتھیوں سے زیادہ دور نہیں ہو اور تمہارا کام ان سے زیادہ قبیح اور برے اثر والا نہیں۔ ان سب نے کام کو اپنے اوپر آسان کر لیا ہے اور میری فرمانبرداری میں جلدی داخل ہو گئے ہیں تو نے بہت زیادہ دیر کر دی ہے تو بھی اس میں داخل ہو جا کہ جس میں سب داخل ہو گئے ہیں تاکہ وہ تیرے گزشتہ گناہوں کو پاک کر دے اور تیرے اچھے اور نیک کام جو پرانے ہو گئے ہیں زندہ اور تازہ ہو جائیں اور شاید میں تیرے لیے اس شخص سے بدتر نہ ہوں کہ جو مجھ سے پہلے تھا۔ اگر تم اپنے اوپر رحم کرو، پرہیز کرو، اپنا بچاؤ کرو اور نیکوکاری سے کام لو تو ہمارے پاس امن و امان کے ساتھ خدا تعالےٰ اور

اس کے رسول کی ذمہ داری میں محفوظ حسد کے زنگ کو دل سے ہٹائے اور کینہ کو سینہ سے دور کرتے ہوئے " وکفیٰ باللہ شہیدا " اور اللہ گواہی کے لیے کافی ہے۔ عمرو بن حمق اس کے پاس نہ گئے تو معاویہ نے کسی کو بھیجا اور اس نے انھیں شہید کر دیا اور ان کا سر لے آیا وہ سر عمرو کی زوجہ کے پاس لے گئے اور اس کے دامن میں رکھ دیا تو خاتون کہنے لگی۔ طویل مدت تک تم نے انہیں مجھ سے دور رکھا اب ان کو شہید کر کے بطور تحفہ لائے ہو۔ اہلاً وسہلاً میں اس ہدیہ کو ناپسند نہیں کرتی اور وہ بھی مجھے ناپسند نہیں کرتے تھے۔ اے قاصد میری یہ بات معاویہ تک پہنچا دینا اور کہنا کہ خدا ان کے خون کا بدلہ لے گا اور بہت جلدی اپنا عذاب معاویہ پر نازل کرے گا کیونکہ اس نے بہت برا کام کیا ہے ایک پارسا اور پرہیزگار شخص کو اس نے قتل کیا ہے پس جو کچھ میں نے کہا ہے معاویہ سے کہہ دینا۔ پس قاصد نے معاویہ کو کہہ سنایا جو کچھ اس خاتون نے کہا تھا۔ معاویہ نے اس خاتون کو اپنے پاس بلا بھیجا اور کہا کہ تُو نے یہ بات کہی ہے۔ اس نے کہا ہاں میں اپنی کہی ہوئی بات سے نہیں پھرتی اور معذرت نہیں کرتی۔ معاویہ نے کہا میرے شہروں سے نکل جا۔ اس خاتون نے کہا ایسا ہی کروں گی کیونکہ یہاں میرا وطن نہیں ہے اور میں زندان و قید خانے میں رغبت نہیں رکھتی۔ اس ملک میں میں نے بہت سی راتیں بیداری میں کاٹی ہیں اور بہت آنسو بہائے ہیں۔ اور میرا قرضہ زیادہ ہو گیا اور میری آنکھوں کو ٹھنڈک نہیں مل سکی۔

عبداللہ بن ابو سرح نے معاویہ سے کہا اس منافق عورت کو اس کے شوہر سے ملحق کر دیجیے۔ اس خاتون نے اس کی طرف دیکھا اور کہا اے وہ شخص کہ جس کے دو جبڑوں کے درمیان مینڈک بیٹھا ہے کیا تو نے اس شخص کو قتل نہیں کیا کہ جس

نے تجھے خلعت پہنائی تھی اور تجھے رواء و کساء پہنائی تھی دریا تجھے درہموں کی تھیلی دی تھی دین سے باہر نکلنے والا اور منافق تو وہ شخص ہے جو غلط اور نادرست بات کرے اور جس بندوں کو اپنا رب اور پروردگار بنایا ہو اور جس کا کافر ہونا قرآن میں نازل ہوا ہے پس معاذ نے اپنے دربان کو اشارہ کیا کہ اس عورت کو باہر لے جا تو اس خاتون نے کہا تعجب ہے ہند کے بیٹے سے کہ جو انگلی سے میری طرف اشارہ کرتا ہے اور تیز و تلخ باتوں سے مجھے بات کرنے سے روکتا ہے خدا کی قسم حاضر جوابی کے ساتھ اور فولاد کی طرح تیز کلام سے میں اس کے دل کو شگاف کر دوں گی کیا میں آمنہ بنت رشید (یا شرید) نہیں ہوں ہمارے مولا ابا عبداللہ حسین کے خط میں ہے کہ جو آپ نے معاویہ کو لکھا کیا تو عمرو بن حمق کا قاتل نہیں۔ رسول خدا کے صحابی اور اس پارسا بندے کا کہ جسے عبادت نے دبلا کر دیا تھا اور اس کے جسم کو لاغر و نزار اور اس کے رنگ کو زرد کر دیا تھا۔ بعد اس کے کہ تو نے اسے امان دی اور اس سے محکم عہد و پیمان باندھے کہ اگر پرندے کو اس قسم کی امان دے تو وہ بھی پہاڑ سے اتر کر تیرے پاس آ جائے پھر اسے قتل کر دیا اور اپنے پروردگار کے سامنے جسارت اور جرأت کی اور اس عہد و پیمان کو خفیف و ہیچ سمجھا۔

شہادت حضرت کمیل بن زیاد نخعی

مترجم کہتا ہے مناسب ہے یہاں کمیل بن زیاد نخعی کا ذکر کہ جو امیرالمؤمنین کے دوستوں اور آپ کے شیعوں میں سے تھے اور آنجناب نے ان کے شہید ہونے کی خبر دی تھی اور اسی طرح ہوا کہ جیسے آپ نے فرمایا تھا اور ان کے حالات کی تفصیل کا خلاصہ اس طرح ہے۔

کمیل بن زیاد نخعی اٹھارہ سال کے تھے جب پیغمبر نے رحلت فرمائی

اور وہ ایک شریف انسان تھے۔ علماء اہلسنت نے انھیں ثقہ اور امین شمار کیا ہے اور وہ روٴسا شیعہ میں سے تھے۔ جنگ صفین میں امیرالمومنین کے ہمرکاب تھے۔ اعمش سے روایت ہوئی ہے کہ ہیثم بن اسود ایک دن حجاج بن یوسف کے پاس گیا۔ حجاج نے اس سے پوچھا کمیل کا کیا حال ہے اس نے کہا سالخوردہ بوڑھا اور خانہ نشین ہے وہ بہت زیادہ بڈھا کھوسٹ ہو گیا ہے۔ حجاج نے انھیں بلا کر پوچھا تو نے عثمان کے ساتھ کیا کیا انھوں نے کہا کہ عثمان نے مجھے تھپڑ مارا تھا میں نے چاہا کہ قصاص و بدلہ لوں تو وہ تسلیم ہو گیا اور میں نے اسے معاف کر دیا اور قصاص نہیں لیا۔

اور جریر نے مغیرہ سے روایت کی ہے کہ حجاج نے کمیل کو بلانے کے لیے کسی کو بھیجا تو وہ بھاگ گئے تو اس نے اس کی قوم کو عطا سے محروم کر دیا اور ان کا شاہرہ کاٹ دیا جب کمیل نے یہ دیکھا کہ اپنے آپ سے میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری عمر آخر کو پہنچ گئی ہے لہٰذا مناسب نہیں کہ میں اپنی قوم کے افراد کو عطا سے محروم کروں پس خود بخود حجاج کے پاس آئے جب حجاج نے انھیں دیکھا تو کہا میں دوست رکھتا تھا کہ تجھے نیکو کار دیکھوں۔ کمیل نے کہا کہ میری عمر تھوڑی رہ گئی ہے جو چاہو حکم کرو کیونکہ وعدہ گاہ خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور امیرالمومنین نے مجھے خبر دی کہ تو مجھے قتل کرے گا۔ حجاج نے کہا ہاں تم منجملہ ان افراد کے ہو کہ جنھوں نے عثمان کو قتل کیا ہے اس کی گردن اڑا دو پس ان کی گردن اڑا دی گئی۔ یہ ۸۲ھ ہجری کی بات ہے اس بناء پر ان کی عمر نوّے سال تھی۔ امیرالمومنین کے غلام قنبر کو بھی حجاج نے شہید کیا تھا آنجناب کی دوستی و محبت کی بناء پر اور اس کی تفصیل کتاب ارشاد میں درج ہے۔



چوتھا۔ حجر بن عدی الکندی الکوفی اصحاب امیر المؤمنینؑ اور ابدال میں سے تھے۔ کتاب کامل بہائی میں ہے کہ ان کا زہد اور کثرت عبادت عرب میں مشہور تھا۔ کہتے ہیں رات دن میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے مجالس میں ہے کہ صاحب استیعاب نے کہا ہے کہ حجر فضلاء صحابہ میں سے تھا اور صغر السنی میں کبار میں سے تھے اور مستجاب الدعوۃ تھے اور جنگ صفین میں امیر المؤمنینؑ کی طرف سے لشکر کندہ کی کمان و امارت ان سے متعلق تھی اور نہروان کے دن امیر المومنین کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔ علامہ حلی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حجرؑ اصحاب جناب امیرؑ اور ابدال میں سے تھا۔ اور حسن بن داؤد نے ذکر کیا ہے کہ حجرؑ عظیم صحابہ رسول اور اصحاب امیر المؤمنینؑ میں سے تھا۔ معاویہ کے ایک افسر نے انہیں حکم دیا

تھا کہ حضرت امیر المؤمنینؑ کو لعنت کرو ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے۔ ان امیر الوفد امرنی ان العن علیا فالعنوہ لعنہ اللہ۔ وفد کا امیر مجھے حکم دیتا ہے کہ علیؑ کو لعنت کروں۔ اس پر (امیر وفد) لعنت کرو خدا اس پر لعنت کرے حجر اپنے چھ ساتھیوں کے ساتھ زیاد بن ابیہ کی چغلخوری سے اور معاویہ کے حکم سے ۵۱ھ میں شربت شہادت نوش فرمایا۔

فقیر کہتا ہے حجرؓ کے وہ ساتھی جو ان کے ساتھ قتل کئے گئے ان کے نام یہ ہیں۔ شریک بن شداد حضرمی۔ صیفی بن فسیل شیبانی۔ قبیصہ بن ضبیعہ عبسی۔ محرز بن شہاب منقری۔ کدام بن حیان عنزی۔ عبدالرحمن بن حسان عنزی ان کے قبور حجر کی قبر شریف سمیت مقام عذرا میں ہیں۔ جو دمشق سے دو فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے اور حجر کی شہادت مسلمانوں کے دلوں میں بڑی عظیم تھی۔ اور معاویہ کو اس کے اس فعل بد پر بہت سرزنش اور توبیخ کی گئی۔ روایت ہے کہ معاویہ بی بی عائشہ کے پاس گیا تو بی بی عائشہ نے اس سے کہا کس چیز نے تجھے وادر کیا تھا۔ اہل عذراء حجر اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے پر معاویہ کہنے لگا اے ام المؤمنین میں نے دیکھا کہ ان کے قتل کرنے میں امت کی صلاح و بھلائی ہے اور ان کے زندہ رہنے میں امت کا فساد و خرابی ہے مجبوراً میں نے انہیں قتل کر دیا۔ بی بی عائشہ نے کہا میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا میرے بعد امت کے کچھ لوگ مقام عذراء میں قتل کئے جائیں گے کہ جن کی وجہ سے خدا اور اہل آسمان غضبناک ہوں گے اور منقول ہے کہ ربیع بن زیاد حارثی معاویہ کی طرف سے خراسان کا گورنر تھا۔ جب اس نے حجر کی شہادت کی خبر سنی تو خدا سے دعا کی کہ خدایا اگر ربیع کا تیرے نزدیک کوئی قرب و منزلت ہے تو اس کی جان فوراً قبض کرلے ابھی یہ کلمات اس کی زبان پر تھے کہ وفات پائی۔

پانچواں۔ رُشَید ہجری متمسکین حبل اللہ المتین اور امیر المؤمنین کے مخصوص صحابہ میں سے تھے۔ علامہ مجلسی نے جلاء میں فرمایا ہے کہ شیخ کشی نے سند معتبر کے

Hujr bin Adi



User Rating: / 0

Poor Best Rate

Written by -

Wednesday, 17 September 2008 22:54

" "What will be your state when you shall be ordered to disassociate yourself from me, then what will you say"? Hujr replied, "O Commander of the faithful! Even if I be cut asunder to pieces and thrown into the blazing fire, I prefer it than disassociating myself from you."

Hujr was among the companions of Imam Ali (a.s.) and the one receiving the allowances, he was called Hujr al Khayr (Hujr of goodness). He was renowned for his abstinence, abundance of worship and Prayers. It has been narrated that every day and night he recited a thousand units (Rak'at) of Prayers (Salat) and was among the learned companions. Although of a less age, he was included among their noble ones. In the battle of Siffeen he was the standard bearer of the clan of Kinda, and in the battle of Naharwan he was the commander of the right wing in the left part (of the army of Imam Ali).

Fazl bin Shazan says that among the great noblemen, chiefs and pious Tabe'een were Jandab bin Zuhayrah the killer of magicians, Abdullah bin Budayl, Hujr bin Adi, Sulayman bin Surad, Musayyab bin Najabah, Alqamah, Ashtar, Sa'eed bin Qays and similar to them and more. Battles had bought them and then they increased (in size) and were martyred alongwith Imam Husain (a.s.).

When Mugheerah bin Sha'bah was made the governor of Kufa, he ascended the pulpit and abused Imam Ali (a.s.) and his Shi'ah. He cursed the murderers of Usman and prayed for his forgiveness. Hujr arose from his place and said,

"O ye who believe! Do stand firmly with justice, (bearers of) witness for Allah's sake, though it be against your own selves."

I bear witness that the man whom you have vilified, his merit is far more worthy than the one whom you have praised. While the one whom you applaud is worthy of vilification than the one whom you slander." Mugheerah said, "Woe be to you O Hujr! Restrain yourself from such speech and keep yourself away from the wrath of the king, which would increase until he kills you." But Hujr would be least effected and would always oppose him in this matter until one day as usual Mugheera ascended the pulpit, and those being the last days of his life, started cursing Imam Ali (a.s.) and his Shi'ah. Suddenly Hujr sprang up and called out in a loud voice, which could be heard by those who were present in the Mosque, saying, "O man! You do not

recognise the person whom you defy? You vilify the Commander of the faithful and praise the culprits"?

In the fiftieth year of the Hijra, Mugheerah died and Kufa and the enclosure of Basra came under the control of Ziyad bin Abeeh, who then came to Kufa. Ziyad called for Hujr, who was his old friend, and said, "I have heard how you treated Mugheerah and he endured it, but by Allah I shall not tolerate it. I tell you that Allah erased off the friendship and love of Ali from my heart and replaced it with enmity and envy (for him). Besides Allah erased off the enmity and envy which persisted in my heart for Mu'awiyah, replacing it with friendship and love (for him). If you remain on the right path, your world as well as faith will remain secure, but if you strike your hands to the left and right, then you shall put yourself into damnation and your blood will be lawful for us. I detest punishing before warning nor do I like to arrest without any reason, O Allah be a witness." Hujr replied, "Never will the commander see me doing that what he dislikes and I shall accept his advise", saying this Hujr came out, thus he dissimulated and took precautions thereafter. Ziyad cherished him and held him dear. The Shi'ah started visiting Hujr (in secret) and listened to his address. Ziyad usually spent the winter in Basra and summer in Kufa and Samarah bin Jundab was his Vicegerent in Basra and Umro bin Hurays in Kufa (in his absence).

One day Ammarah bin Uqbah told Ziyad, "The Shi'ah have been visiting Hujr and are under his influence, and I fear lest they rebel in your absence." Ziyad called Hujr and warned him and then left for Basra leaving behind Umro bin Hurays in his place. Shi'ah continued visiting Hujr and when he sat in the Mosque, people came to listen to him. They occupied half of the Mosque and those who came to watch them too sat around them, until the entire Mosque became full of them. Their hue and cry increased and they started vilifying Mu'awiyah and abusing Ziyad. When Umro bin Hurays was informed about it, he ascended the pulpit, while the noblemen of the town sat around him, and he invited them to obey and warned them from opposition. Suddenly a group from among the people of Hujr jumped up and started pronouncing the Takbeer (Allaho Akbar). They went near him cursing and pelting stones at him. Umro alighted from the pulpit and went to his palace and closed the doors and wrote to Ziyad about it.

When Ziyad became aware of it, he recited the couplet of Ka'ab bin Malik: "Since morning reached the village, our chiefs voiced their refusal, (saying) else why should we sow our seeds, if we cannot defend it (the field) with our swords." Then he said, "I am void if I do not make Kufa safe from Hujr and make him an example for others. Woe be to your mother O Hujr! Your dinner has landed you upon the Fox." This is a proverb regarding which it is said that one night a man went in search of dinner and himself became the food of a fox. Then he left for Kufa and entered the palace. He came out wearing a robe of silk brocade and a green fur coat and entered the Mosque. At that moment Hujr was seated in the Mosque surrounded by his friends. Ziyad mounted the pulpit and delivered a threatening speech. He said to the noblemen of Kufa, "Summon to yourselves whoever of your relatives are sitting with Hujr and those among your brothers, sons, or kinsmen who would listen to you, until you seperate them from him." They did as ordered and most of them dispersed, and when Ziyad saw that the followers of Hujr had lessened, he called Shaddad bin Haysam Hilali, the head of the police, and told him to bring Hujr to him. He came and told Hujr to accept the call of the commander. Hujr's companions said, "No, by Allah! We do not accept this." Hearing this Shaddad ordered his police force to surround them from all sides with their swords drawn, thus they surrounded Hujr.

Bakr bin Ubayd Amudi attacked Umro him Humaq on the head who fell down and two persons from among the clan of Azd viz. Abu Sufyan and Ajalan lifted him up and took him to the house of a man of Azd viz. Ubaydullah bin Malik where he remained hidden until he left kufa. Umayr bin Zayd Kalbi, who was among the followers of Hujr, said, "No one among us has a sword except myself, and is insufficient." Hujr replied, "Then what do you suggest"? He replied, "Arise and go to the places of your relatives so that they might defend you." Hujr arose and left, Ziyad who was looking at them seated on the pulpit called out, "O sons of the clans of Hamadan, Tameem, Hawazin, Bagheez, Mazhaj, Asad and Ghatafan! Arise, and go to the houses of Bani Kinda towards Hujr and get him here."

When Hujr came to his house and saw the scarcity of his supporters, he released them saying, "You may all return, for you do not have the strength to resist these people and shall be killed." When they tried to return back, the horsemen of Mazhaj and Hamadan came and they confronted them until Qays bin Zayd was arrested and others dispersed. Hujr went towards the road of Bani Harb, a branch of Bani Kinda, and took refuge at the house of Sulayman bin Yazeed Kindi. They ran in his pursuit until they reached the house of Sulayman. Sulayman unsheathed his sword to go out and defend him, when his daughters started weeping and Hujr stopped him and left his house from a chimney. He then went towards Bani Anbarah, another branch of Bani Kinda, and took refuge in the house of Abdullah bin Haris, the brother of Malik Ashtar Nakha'i. Abdullah welcomed him with a cheerful face. Suddenly Hujr was informed that, "The police have been searching you in the street of Nakha', for a black slave girl has informed them and they are in your pursuit." Hujr alongwith Abdullah came out in the darkness of the night and took shelter at the house of Rabi'ah bin Najiz Azdi. When the police force failed to find him, Ziyad called Mohammad bin Ash'as and said, "Either bring me Hujr or I shall destroy all your Palm-trees and shall ruin all your houses, and you shall not be able to save yourself until I cut you to pieces." Mohammad replied, "Give me some respite so that I may search him." Ziyad replied, "I will give you three days time, if within that period you bring Hujr to me, then you are free, or else count yourself among the dead." The soldiers dragged Mohammad towards the cell while the colour of his face had changed. At that moment Hujr bin Yazeed Kindi, who was from a branch of the clan of Bani Murrah, stood surety for him and hence he was released.

Hujr remained in the house of Rabi'ah for one day and night, then he sent a retainer named Rushayd, who was from Isfahan, to Mohammad bin Ash'as with a message that, "I have been informed how the obstinate tyrant has treated you. Do not fear for I shall come to you. Then you go to Ziyad with some of your men and tell him to give me security and send me to Mu'awiyah so that he may decide what is to be done to me." Thus Mohammad accompanied by Hujr bin Yazeed, Jareer bin Abdullah and Abdullah brother of Malik Ashtar went to meet Ziyad and gave him the message of Hujr. Ziyad heard it and agreed. They sent a messenger towards Hujr to inform him and he came to Ziyad. Seeing him Ziyad ordered him to be imprisoned. He was imprisoned for ten days and Ziyad did no other work except pursue the other supporters of Hujr.

Ziyad remained in pursuit of the supporters of Hujr who had fled away, until he had imprisoned twelve out of them. Then he summoned the chiefs of the four districts of Kufa viz. Umro bin Hurays, Khalid bin Arfatah, Qays bin Waleed and Abu Burda, the son of Abu Moosa Ash'ari and said, "All of you should bear witness

regarding what you have seen of Hujr." And they bore witness that Hujr was forming factions and abusing the Caliph and reproaching Ziyad. And that he was exonerating Abu Turab (Imam Ali) and praying for (Allah's) Mercy on him and disassociating himself with his enemies and opponents, while those alongwith him are the chiefs of his friends and share the same views. Ziyad looked at their testimonies and said, "I do not recognize this testimony and I presume it to be incomplete. I desire that another letter with similar contents should be written."

Hence Abu Burda wrote: "In the name of Allah the Beneficent, the Merciful. This is the testimony, which is given by Abu Burda, the son of Abu Moosa, for the Lord of the worlds, that Hujr bin Adi has disobeyed and abandoned the group. He has cursed the Caliph and invited towards mischief and battle. He has gathered an army and urged them to break the oath of allegiance and invited to depose Mu'awiyah from the Caliphate. He has cultivated obscene disbelief in Allah." Ziyad said, "Affix your signatures, I shall try my best to see that the foolish traitor is beheaded." Then the noblemen of other three districts bore witnesses in a similar manner. Then he called the people and said, "You all may bear witness just as the people of all the four districts have borne witness." Thus seventy people bore witness which included the following: Ishaq, Moosa and Isma'il the sons of Talha bin Ubaydullah, Manzar bin Zubayr, Ammarah bin Uqbah, Abdul Rahman bin Hibaar, Umar bin Sa'ad bin Abi Waqqas, Wa'el bin Hujr Hazrami, Zirar bin Hubayrah, Shaddad bin Manzar, who was renowned by the name of Ibne Bazee'ah, Hajjaj bin Abjar Ajali, Umro bin Hajjaj, Lubayd bin Atarud, Mohammad bin Umayr bin Atarud, Asma bin Kharejah, Shimr bin Ziljawshan, Zajr bin Qays Jo'fi, Shabas bin Rab'ee, Simak bin Muhzima Asadi, the caretaker of one of the four Mosques in Kufa constructed in rejoice over the Martyrdom of Imam Husain (a.s.). They included the names of two more men, but they refused to sign viz. Shurayh bin Hars Qazi and Shurayh bin Hani. When Shurayh bin Hars was asked regarding Hujr, he said, "He always fasted and remained engrossed in Prayers throughout the night." Shurayh bin Hani said, "I heard that my name has been included in it (without my consent), thus I nullify it."

Ziyad then handed over the deed of witness to Wa'el bin Hujr and Kaseer bin Shihab and despatched them with Hujr bin Adi and his companions to Syria. He ordered them at night to proceed accompanied by the police outside Kufa and they were fourteen men. When they reached the graveyard of Azram, a station in Kufa, Qabeesah bin Zabee'ah Abasi, who one of the companions of Hujr, his sight fell upon his house. He saw his daughters looking from the house and he requested Wa'el and Kaseer to take him near his house so that he may bequeath. When they took him near his house, his daughters started weeping. He remained silent for some time and then told them to remain quite and they did so. Then he said, "Fear Allah and forbear, for in this journey, I desire a fair end from my Lord in two matters that either I may be killed, which is a better felicity, or I may be released and come back to you in good health. The one who gave you sustenance and looked after you is the Almighty Allah, Who is alive and will never die. And I desire that He will not abandon you and consider me for your sake." Saying this he returned back and his people prayed for him.

Then they proceeded further and reached Marj Azra, which is some miles before Syria, and they were imprisoned there. Mu'awiyah summoned Wa'el bin Hujr and Kaseer to him. When they came he opened the letter and read it in the presence of the Syrians, whose contents were as follows: To the presence of the

slave of Allah, Mu'awiyah bin Abu Sufyan, from Ziyad bin Abu Sufyan. Now then! Allah has brought forward a fair trial for the Commander of the faithful and has removed his enemies, and has crushed the anarchy of the rebels. The rebels of Ali, the friend of the youth, have dispossessed the Commander of the faithful under the leadership of Hujr bin Adi and have separated from the group of Muslims, and have risen up to fight us. But Allah has subdued their wrath and has given us dominance over them. Then I have called the devout, noble and the wise men of Kufa, and they have borne witness for whatever they saw. And I have sent them alongwith the witnesses of the pious and virtuous men of the town, whose signatures are affixed at the end of the letter."

When Mu'awiyah read this letter he asked the opinion of the Syrians regarding it. Yazeed bin Asad Bajali said, "Scatter them among the villages of Syria so that the people of the book (viz. Christians and Jews) may finish their task." Hujr then sent a message to Mu'awiyah saying that, "We still remain under the pledge of allegiance to the Commander of the faithful. We have not abandoned it, nor do we protest. Our enemies and ill-wishers have borne witnesses against us." When Mu'awiyah received this message of Hujr he said, "Verily Ziyad is more reliable in our eyes than Hujr." Then he despatched Hadabah bin Fayaz Quza'ee (who was blind with one eye) with two more persons to bring Hujr and his companions to him at night. When Karim bin Afeef Khas'ami saw him he said, "Half of us will be killed and the other half released." The messenger of Mu'awiyah came to them and released six persons from them upon the mediation of some Syrians. As regards the other eight men, the messenger of Mu'awiyah said, "Mu'awiyah has sent orders that if you disassociate yourselves with Ali and curse him, we shall release you, or else you shall be killed. And the Commander of the faithful believes that shedding your blood is lawful for us due to the witnesses of the people of your town, but the Commander has shown kindness, while if you disassociate yourselves from that man, you shall be released." When they heard this they refused to oblige, hence the ropes were untied from their hands and shrouds were brought for them, thus they arose and spent the entire night in Prayers.

When it dawned, the companions of Mu'awiyah told them that, "O group (of men)! Last night we observed that you have recited abundant Prayers and supplications, now tell us so that we may know your belief regarding Usman." They replied, "He was the first person who ordered unjustly and paved a wrong path." They said, "The Commander of the faithful knows you better." Then they stood upon their heads and said, "Do you now disassociate yourself from that man (Imam Ali) or no"? They replied, "No, rather we befriend him." Hearing this each messenger of Mu'awiyah caught hold of each one of them so as to kill them. Then Hujr told them, "Atleast let me perform the ablutions and give us some respite so that we may recite two units of Prayers, for by Allah, whenever I have performed the ablutions, I have prayed." They agreed to it and they recited the Prayers, after completing it Hujr said, "By Allah! Never have I recited such a short Prayer, lest people might think that I have done so fearing death." Hadabah bin Fayaz A'awar advanced towards him with a sword to attack him when Hujr started trembling. Hadabah said, "You said you did not fear death, I still tell you to disassociate yourself with your Master and we shall release you." Hujr said, "How should I not fear, when the grave is ready, the shroud worn and the sword unsheathed. By Allah! Although I fear, I do not utter those words which may invite the wrath of Allah."

The author says that I recollect a tradition that when Hujr went to see Imam Ali (a.s.), when he was wounded

on the head by the sword of Ibne Muljim. He stood facing the Imam and recited some couplets: "Alas upon the abstentious master, (who is) pious, a brave Lion, and a virtuous door." When Imam Ali (a.s.) looked at him and heard his couplets, he said,

"What will be your state when you shall be ordered to disassociate yourself from me, then what will you say"?

Hujr replied, "O Commander of the faithful! Even if I be cut asunder to pieces and thrown into the blazing fire, I prefer it than disassociating myself from you." Imam said,

"May you succeed in accomplishing good deeds O Hujr! And may you be amply rewarded by Allah for your love of the Progeny of your Prophet (s.a.w.s.)."

Then the other six companions of Hujr were put to sword. Abdul Rahman bin Hissan Anzee and Kareem bin Afeef Khas'ami were left out and they said, "Take us to the presence of Mu'awiyah, so that we may relate to him about that man regarding whom he has ordered us", they were then taken to the presence of Mu'awiyah. When Kareem entered therein, he said, "Allah, Allah, O Mu'awiyah! Verily you shall go from this mortal house to the house of eternity, then you shall be asked as to why you shed our blood." Mu'awiyah replied, "So then what do you have to say about Ali"? He replied, "As you say. I disassociate myself from the Religion of Ali through which we worshipped Allah." Then Shimr bin Abdullah Khas'ami arose and pleaded on his behalf and hence Mu'awiyah forgave him but with a stipulation that for one month he would be imprisoned, and till the time Mu'awiyah rules he would not be allowed to leave Kufa.

Then he turned towards Abdul Rahman bin Hissaan and said, "O brother from the clan of Rabi'ah! What do you have to say regarding Ali"? He replied, "I bear witness that Ali was among those men who remembered Allah the most and he invited towards good, forbade evil and forgave the faults of others." Mu'awiyah said, "Then what do you have to say regarding Usman"? he replied, "He was the first man who opened the doors of oppression and shut the doors of righteousness." Hearing this Mu'awiyah said, "Verily you have killed yourself." He replied, "Rather I have killed you." Mu'awiyah then sent him back to Ziyad with a message saying that, "He is the worst among those whom you had sent to me. Torture him severely, for he is worthy and then kill him in the worst possible manner." When he was sent to Ziyad, he sent him to Qays Natif who buried him alive.

The seven persons who were martyred were:

Hujr bin Adi, Shareek bin Shaddad Hazrami, Saifee bin Fusayl Shaybani, Qabeesah bin Zabee'ah Abasi, ahzar bin Shihab Minqari, Kudam bin Hayyan Anzi, and Abdul Rahman bin Hissan Anzi. (May Allah's Mercy and Blessings be upon them)

The author says that the Martyrdom of Hujr had a great impact upon the Muslims, who reproached Mu'awiyah for it. Abul Faraj Isfahani says that Abu Makhnaf said that, Ibne Abi Zaedah related to me from

Abu Ishaq, that he said, "I remember people saying that the first disgrace which befell Kufa was the Martyrdom of Hujr bin Adi, the acceptance of Ziyad as the brother of Mu'awiyah and the Martyrdom of Imam Husain (a.s.)."

At the time of his death, Mu'awiyah said, "I shall be in deep trouble because of Ibnal Adbar." Ibnal Adbar is referred to Hujr bin Adi for his father was called "Adbar" because behind he had received a wound of a sword. And it has been related that when Rabi' bin Ziyad Harisi, the governor of Khurasan, heard the news of the martyrdom of Hujr and his companions, he wished for death. He lifted both his hands (towards the heavens) and said, "O Allah! If you consider me, give me death at this very moment", then he died.

Ibne Aseer says in his Kamil that Hasan Basri said, that Mu'awiyah had four such qualities in him, that each one of which was enough for his damnation. First being that he forced himself upon the Muslim nation with the power of his sword and did not (care to) take their opinions regarding his Caliphate, when there were present the companions of the Prophet (s.a.w.s.) and other notables and generous men among them. The second being that he nominated (as Caliph) his rebel son Yazid, the wine-bibber, one who wore a silken dress, and beat the tambourine. The third being that he accepted Ziyad as his brother when the Holy Prophet had said, "A child is abscribed to the husband (of the woman), and for the adulteror are stones", and the fourth being that he killed Hujr and his companions. Woe unto him as regards Hujr and his companions.

It is related that the people said, "The first disgrace which befell Kufa was the martyrdom of Hasan bin Ali (a.s.), the Martyrdom of Hujr bin Adi, and accepting Ziyad to be the son of Abu Sufyan."

Hind binte Zayd Ansariyah, who was a Shi'ah woman, recited a couplet in praise of Hujr.

The Author says that the historians have recorded some other reasons regarding the Martyrdom of Hujr. They say that once Ziyad was delivering a sermon on Friday and he prolonged it, thus the Prayers were postponed. Sensing it, Hujr bin Adi called out in a loud voice, "The Prayers", but Ziyad ignored him and continued. Hujr again repeated, "the Prayers", but he continued the sermon. Hujr feared lest the time of Prayers would elapse, hence he lifted some sand in his hands and stood up to offer Prayers. Following suit the other people arose too. Seeing this Ziyad descended from the pulpit and recited the Prayers. Then he wrote regarding this matter to Mu'awiyah and exagerated therein. Mu'awiyah wrote back that Hujr be despatched to him bound in chains. When Ziyad desired to arrest him, the people of his clan stood up to defend him. Hujr stopped them and was bound in chains and taken to Mu'awiyah. When he went to the presence of Mu'awiyah, he said, "Peace be upon you O Commander of the faithful!" Mu'awiyah said, "Am I the Commander of the faithful? By Allah! I shall not forgive you nor shall I accept your plea. Take him away and behead him." Hujr said to those in charge of him that, "Atleast give me time to recite two units of Prayers." He was given the time and he hurriedly performed it and said, "If I had not feared (lest you might think that I fear death), then I would surely have prolonged it." Then he turned towards those who were present and said, "Bury me alongwith the chains and the blood of my body, for I desire to meet Mu'awiyah on the highway tomorrow in Qiyamah."

It is written in Asadul Ghabah, that Hujr was among those who received a stipend of two thousand five hundred, he was Martyred in the Year 51 Hijra and his grave is renowned at Azra and he was an executor of desires.

The Author says that the letter which Imam Husain (a.s.) wrote to Mu'awiyah contained the following words: "Are you not the murderer of Hujr bin Adi al Kindi and other worshipers, who resisted oppression and considered innovations to be grave and who did not fear reproach in the way of Allah? You killed them with oppression and injustice inspite of offering them refuge."

It is even narrated that the Ziarat of Lady Zainab(s.a) is not accepted unless a person pays homage(ziarat) to the grave of Hujr bin Adi.

Martyrdom of Hujr bin Adi

Source:
Nafasul Mahmoom
By: H?j Shaikh Abb?s Qummi

Hujr was among the companions of Im?m Ali (a.s.) and the one receiving the allowances, he was called Hujr al Khayr (Hujr of goodness). He was renowned for his abstinence, abundance of worship and Prayers. It has been narrated that every day and night he recited a thousand units (Rak'at) of Prayers (Sal?t) and was among the learned companions. Although of a less age, he was included among their noble ones. In the battle of Siffeen he was the standard bearer of the clan of Kinda, and in the battle of Naharw?n he was the commander of the right wing in the left part (of the army of Im?m Ali).
Fazl bin Shazan says that among the great noblemen, chiefs and pious Tabe'een were Jandab bin Zuhayrah the killer of magicians, Abdull?h bin Budayl, Hujr bin Adi, Sulaym?n bin Surad, Musayyab bin Najabah, Alqamah, Ashtar, Sa'eed bin Qays and similar to them and more. Battles had bought them and then they increased (in size) and were martyred alongwith Im?m Husain (a.s.).
When Mugheerah bin Sha'b?h was made the governor of Kuf?, he ascended the pulpit and abused Im?m Ali (a.s.) and his Shi'?h. He cursed the murderers of Usm?n and prayed for his forgiveness. Hujr arose from his place and said,
"O ye who believe! Do stand firmly with justice, (bearers of) witness for All?h's sake, though it be against your own selves."
I bear witness that the man whom you have vilified, his merit is far more worthy than the one whom you have praised. While the one whom you applaud is worthy of vilification than the one whom you slander." Mugheerah said, "Woe be to you O Hujr! Restrain yourself from such speech and keep yourself away from the wrath of the king, which would increase until he kills you." But Hujr would be least effected and would always oppose him in this matter until one day as usual Mugheera ascended the pulpit, and those being the last days of his life, started cursing Im?m Ali (a.s.) and his Shi'?h. Suddenly Hujr sprang up and called out in a loud voice, which could be heard by those who were present in the Mosque, saying, "O man! You do not recognise the person whom you defy? You vilify the Commander of the faithful and praise the culprits"?
In the fiftieth year of the Hijr?, Mugheerah died and Kuf? and the enclosure of Basr? came under the control of Ziy?d bin Abeeh, who then came to Kuf?. Ziy?d called for Hujr, who was his old friend, and said, "I have heard how you treated Mugheerah and he endured it, but by All?h I shall not tolerate it. I tell you that All?h erased off the friendship and love of Ali from my heart and replaced it with enmity and envy (for him). Besides All?h erased off the enmity and envy which persisted in my heart for Mu'?wiyah, replacing it with friendship and love (for him). If you remain on the right path, your world as well as faith will remain secure, but if you strike your hands to the left and right, then you shall put yourself into damnation and your blood will be lawful for us. I detest punishing before warning nor do I like to arrest without any reason, O All?h be a witness." Hujr replied, "Never will the commander see me doing that what he dislikes and I shall accept his advise", saying this Hujr came out, thus he dissimulated and took precautions thereafter. Ziy?d cherished him and held him dear. The Shi'?h started visiting Hujr (in secret) and listened to his address. Ziy?d usually spent the winter in Basr? and summer in Kuf? and Samarah bin Jundab was his Vicegerent in Basr? and Umro bin Hurays in Kuf? (in his absence).
One day Amm?rah bin Uqbah told Ziy?d, "The Shi'?h have been visiting Hujr and are under his influence, and I fear lest they rebel in your absence." Ziy?d called Hujr and warned him and then left for Basr? leaving behind Umro bin Hurays in his place. Shi'?h continued visiting Hujr and when he sat in the Mosque, people came to listen to him. They occupied half of the Mosque and those who came to watch them too sat around them, until the entire Mosque became full of them. Their hue and cry increased and they started vilifying Mu'?wiyah and abusing Ziy?d. When Umro bin Hurays was informed about it, he ascended the pulpit, while the noblemen of the town sat around him, and he invited them to obey and

warned them from opposition. Suddenly a group from among the people of Hujr jumped up and started pronouncing the Takbeer (All?ho Akbar). They went near him cursing and pelting stones at him. Umro alighted from the pulpit and went to his palace and closed the doors and wrote to Ziy?d about it.

When Ziy?d became aware of it, he recited the couplet of Ka'ab bin M?lik: "Since morning reached the village, our chiefs voiced their refusal, (saying) else why should we sow our seeds, if we cannot defend it (the field) with our swords." Then he said, "I am void if I do not make Kuf? safe from Hujr and make him an example for others. Woe be to your mother O Hujr! Your dinner has landed you upon the Fox." This is a proverb regarding which it is said that one night a man went in search of dinner and himself became the food of a fox. Then he left for Kuf? and entered the palace. He came out wearing a robe of silk brocade and a green fur coat and entered the Mosque. At that moment Hujr was seated in the Mosque surrounded by his friends. Ziy?d mounted the pulpit and delivered a threatening speech. He said to the noblemen of Kuf?, "Summon to yourselves whoever of your relatives are sitting with Hujr and those among your brothers, sons, or kinsmen who would listen to you, until you seperate them from him." They did as ordered and most of them dispersed, and when Ziy?d saw that the followers of Hujr had lessened, he called Shadd?d bin Haysam Hilali, the head of the police, and told him to bring Hujr to him. He came and told Hujr to accept the call of the commander. Hujr's companions said, "No, by All?h! We do not accept this." Hearing this Shadd?d ordered his police force to surround them from all sides with their swords drawn, thus they surrounded Hujr. Bakr bin Ubayd Amudi attacked Umro him Humaq on the head who fell down and two persons from among the clan of Azd viz. Abu Sufy?n and Ajalan lifted him up and took him to the house of a man of Azd viz. Ubaydull?h bin M?lik where he remained hidden until he left kufa. Umayr bin Zayd Kalbi, who was among the followers of Hujr, said, "No one among us has a sword except myself, and is insufficient." Hujr replied, "Then what do you suggest"? He replied, "Arise and go to the places of your relatives so that they might defend you." Hujr arose and left, Ziy?d who was looking at them seated on the pulpit called out, "O sons of the clans of Hamad?n, Tameem, Hawazin, Bagheez, Mazhaj, Asad and Ghatafan! Arise, and go to the houses of Bani Kinda towards Hujr and get him here."

When Hujr came to his house and saw the scarcity of his supporters, he released them saying, "You may all return, for you do not have the strength to resist these people and shall be killed." When they tried to return back, the horsemen of Mazhaj and Hamad?n came and they confronted them until Qays bin Zayd was arrested and others dispersed. Hujr went towards the road of Bani Harb, a branch of Bani Kinda, and took refuge at the house of Sulaym?n bin Yazeed Kindi. They ran in his pursuit until they reached the house of Sulaym?n. Sulaym?n unsheathed his sword to go out and defend him, when his daughters started weeping and Hujr stopped him and left his house from a chimney. He then went towards Bani Anbarah, another branch of Bani Kinda, and took refuge in the house of Abdull?h bin H?ris, the brother of M?lik Ashtar Nakha'i. Abdull?h welcomed him with a cheerful face. Suddenly Hujr was informed that, "The police have been searching you in the street of Nakha', for a black slave girl has informed them and they are in your pursuit." Hujr alongwith Abdull?h came out in the darkness of the night and took shelter at the house of Rabi'ah bin Najiz Azdi. When the police force failed to find him, Ziy?d called Mohammad bin Ash'as and said, "Either bring me Hujr or I shall destroy all your Palm-trees and shall ruin all your houses, and you shall not be able to save yourself until I cut you to pieces." Mohammad replied, "Give me some respite so that I may search him." Ziy?d replied, "I will give you three days time, if within that period you bring Hujr to me, then you are free, or else count yourself among the dead." The soldiers dragged Mohammad towards the cell while the colour of his face had changed. At that moment Hujr bin Yazeed Kindi, who was from a branch of the clan of Bani Murrah, stood surety for him and hence he was released.

Hujr remained in the house of Rabi'ah for one day and night, then he sent a retainer named Rushayd, who was from Isfahan, to Mohammad bin Ash'as with a message that, "I have been informed how the obstinate tyrant has treated you. Do not fear for I shall come to you. Then you go to Ziy?d with some of your men and tell him to give me security and send me

to Mu'?wiyah so that he may decide what is to be done to me." Thus Mohammad accompanied by Hujr bin Yazeed, Jareer bin Abdull?h and Abdull?h brother of M?lik Ashtar went to meet Ziy?d and gave him the message of Hujr. Ziy?d heard it and agreed. They sent a messenger towards Hujr to inform him and he came to Ziy?d. Seeing him Ziy?d ordered him to be imprisoned. He was imprisoned for ten days and Ziy?d did no other work except pursue the other supporters of Hujr.

Ziy?d remained in pursuit of the supporters of Hujr who had fled away, until he had imprisoned twelve out of them. Then he summoned the chiefs of the four districts of Kuf? viz. Umro bin Hurays, Kh?lid bin Arfatah, Qays bin Waleed and Abu Burda, the son of Abu Moos? Ash'ari and said, "All of you should bear witness regarding what you have seen of Hujr." And they bore witness that Hujr was forming factions and abusing the Caliph and reproaching Ziy?d. And that he was exonerating Abu Turab (Im?m Ali) and praying for (All?h's) Mercy on him and disassociating himself with his enemies and opponents, while those alongwith him are the chiefs of his friends and share the same views. Ziy?d looked at their testimonies and said, "I do not recognize this testimony and I presume it to be incomplete. I desire that another letter with similar contents should be written."

Hence Abu Burda wrote: "In the name of All?h the Beneficent, the Merciful. This is the testimony, which is given by Abu Burda, the son of Abu Moos?, for the Lord of the worlds, that Hujr bin Adi has disobeyed and abandoned the group. He has cursed the Caliph and invited towards mischief and battle. He has gathered an army and urged them to break the oath of allegiance and invited to depose Mu'?wiyah from the Caliphate. He has cultivated obscene disbelief in All?h." Ziy?d said, "Affix your signatures, I shall try my best to see that the foolish traitor is beheaded." Then the noblemen of other three districts bore witnesses in a similar manner. Then he called the people and said, "You all may bear witness just as the people of all the four districts have borne witness." Thus seventy people bore witness which included the following: Ish?q, Moos? and Ism?'il the sons of Talh? bin Ubaydull?h, Manzar bin Zubayr, Amm?rah bin Uqbah, Abdul Rahm?n bin Hibaar, Umar bin Sa'ad bin Abi Waqqas, Wa'el bin Hujr Hazrami, Zirar bin Hubayrah, Shadd?d bin Manzar, who was renowned by the name of Ibne Bazee'ah, Hajj?j bin Abjar Ajali, Umro bin Hajj?j, Lubayd bin Atarud, Mohammad bin Umayr bin Atarud, Asm? bin Kh?rejah, Shimr bin Ziljawshan, Zajr bin Qays Jo'fi, Shabas bin Rab'ee, Simak bin Muhzima Asadi, the caretaker of one of the four Mosques in Kuf? constructed in rejoice over the Martyrdom of Im?m Husain (a.s.). They included the names of two more men, but they refused to sign viz. Shurayh bin Hars Q?zi and Shurayh bin H?ni. When Shurayh bin Hars was asked regarding Hujr, he said, "He always fasted and remained engrossed in Prayers throughout the night." Shurayh bin H?ni said, "I heard that my name has been included in it (without my consent), thus I nullify it."

Ziy?d then handed over the deed of witness to Wa'el bin Hujr and Kaseer bin Shih?b and despatched them with Hujr bin Adi and his companions to Syri?. He ordered them at night to proceed accompanied by the police outside Kuf? and they were fourteen men. When they reached the graveyard of Azram, a station in Kuf?, Qabeesah bin Zabee'ah Abasi, who one of the companions of Hujr, his sight fell upon his house. He saw his daughters looking from the house and he requested Wa'el and Kaseer to take him near his house so that he may bequeath. When they took him near his house, his daughters started weeping. He remained silent for some time and then told them to remain quite and they did so. Then he said, "Fear All?h and forbear, for in this journey, I desire a fair end from my Lord in two matters that either I may be killed, which is a better felicity, or I may be released and come back to you in good health. The one who gave you sustenance and looked after you is the Almighty All?h, Who is alive and will never die. And I desire that He will not abandon you and consider me for your sake." Saying this he returned back and his people prayed for him.

Then they proceeded further and reached Marj Azra, which is some miles before Syri?, and they were imprisoned there. Mu'?wiyah summoned Wa'el bin Hujr and Kaseer to him. When they came he opened the letter and read it in the presence of the Syrians, whose contents were as follows: To the presence of the slave of All?h, Mu'?wiyah bin Abu Sufy?n, from Ziy?d bin Abu Sufy?n. Now then! All?h has brought forward a fair trial for the Commander

of the faithful and has removed his enemies, and has crushed the anarchy of the rebels. The rebels of Ali, the friend of the youth, have dispossessed the Commander of the faithful under the leadership of Hujr bin Adi and have separated from the group of Muslims, and have risen up to fight us. But All?h has subdued their wrath and has given us dominance over them. Then I have called the devout, noble and the wise men of Kuf?, and they have borne witness for whatever they saw. And I have sent them alongwith the witnesses of the pious and virtuous men of the town, whose signatures are affixed at the end of the letter."
When Mu'?wiyah read this letter he asked the opinion of the Syrians regarding it. Yazeed bin Asad Bajali said, "Scatter them among the villages of Syri? so that the people of the book (viz. Christians and Jews) may finish their task." Hujr then sent a message to Mu'?wiyah saying that, "We still remain under the pledge of allegiance to the Commander of the faithful. We have not abandoned it, nor do we protest. Our enemies and ill-wishers have borne witnesses against us." When Mu'?wiyah received this message of Hujr he said, "Verily Ziy?d is more reliable in our eyes than Hujr." Then he despatched Hadabah bin Fayaz Quza'ee (who was blind with one eye) with two more persons to bring Hujr and his companions to him at night. When Karim bin Afeef Khas'ami saw him he said, "Half of us will be killed and the other half released." The messenger of Mu'?wiyah came to them and released six persons from them upon the mediation of some Syrians. As regards the other eight men, the messenger of Mu'?wiyah said, "Mu'?wiyah has sent orders that if you disassociate yourselves with Ali and curse him, we shall release you, or else you shall be killed. And the Commander of the faithful believes that shedding your blood is lawful for us due to the witnesses of the people of your town, but the Commander has shown kindness, while if you disassociate yourselves from that man, you shall be released." When they heard this they refused to oblige, hence the ropes were untied from their hands and shrouds were brought for them, thus they arose and spent the entire night in Prayers.
When it dawned, the companions of Mu'?wiyah told them that, "O group (of men)! Last night we observed that you have recited abundant Prayers and supplications, now tell us so that we may know your belief regarding Usm?n." They replied, "He was the first person who ordered unjustly and paved a wrong path." They said, "The Commander of the faithful knows you better." Then they stood upon their heads and said, "Do you now disassociate yourself from that man (Im?m Ali) or no"? They replied, "No, rather we befriend him." Hearing this each messenger of Mu'?wiyah caught hold of each one of them so as to kill them. Then Hujr told them, "Atleast let me perform the ablutions and give us some respite so that we may recite two units of Prayers, for by All?h, whenever I have performed the ablutions, I have prayed." They agreed to it and they recited the Prayers, after completing it Hujr said, "By All?h! Never have I recited such a short Prayer, lest people might think that I have done so fearing death." Hadabah bin Fayaz A'awar advanced towards him with a sword to attack him when Hujr started trembling. Hadabah said, "You said you did not fear death, I still tell you to disassociate yourself with your Master and we shall release you." Hujr said, "How should I not fear, when the grave is ready, the shroud worn and the sword unsheathed. By All?h! Although I fear, I do not utter those words which may invite the wrath of All?h."
The author says that I recollect a tradition that when Hujr went to see Im?m Ali (a.s.), when he was wounded on the head by the sword of Ibne Muljim. He stood facing the Im?m and recited some couplets: "Alas upon the abstentious master, (who is) pious, a brave Lion, and a virtuous door." When Im?m Ali (a.s.) looked at him and heard his couplets, he said, "What will be your state when you shall be ordered to disassociate yourself from me, then what will you say"?
Hujr replied, "O Commander of the faithful! Even if I be cut asunder to pieces and thrown into the blazing fire, I prefer it than disassociating myself from you." Im?m said, "May you succeed in accomplishing good deeds O Hujr! And may you be amply rewarded by All?h for your love of the Progeny of your Prophet (s.a.w.s.)."
Then the other six companions of Hujr were put to sword. Abdul Rahm?n bin Hiss?n Anzee and Kareem bin Afeef Khas'ami were left out and they said, "Take us to the presence of Mu'?wiyah, so that we may relate to him about that man regarding whom he has ordered us", they were then taken to the presence of Mu'?wiyah. When Kareem entered therein, he

said, “All?h, All?h, O Mu’?wiyah! Verily you shall go from this mortal house to the house of eternity, then you shall be asked as to why you shed our blood.” Mu’?wiyah replied, “So then what do you have to say about Ali”? He replied, “As you say. I disassociate myself from the Religion of Ali through which we worshipped All?h.” Then Shimr bin Abdull?h Khas’ami arose and pleaded on his behalf and hence Mu’?wiyah forgave him but with a stipulation that for one month he would be imprisoned, and till the time Mu’?wiyah rules he would not be allowed to leave Kuf?.

Then he turned towards Abdul Rahm?n bin Hissaan and said, “O brother from the clan of Rabi’ah! What do you have to say regarding Ali”? He replied, “I bear witness that Ali was among those men who remembered All?h the most and he invited towards good, forbade evil and forgave the faults of others.” Mu’?wiyah said, “Then what do you have to say regarding Usm?n”? he replied, “He was the first man who opened the doors of oppression and shut the doors of righteousness.” Hearing this Mu’?wiyah said, “Verily you have killed yourself.” He replied, “Rather I have killed you.” Mu’?wiyah then sent him back to Ziy?d with a message saying that, “He is the worst among those whom you had sent to me. Torture him severely, for he is worthy and then kill him in the worst possible manner.” When he was sent to Ziy?d, he sent him to Qays N?tif who buried him alive.

The seven persons who were martyred were:
Hujr bin Adi,
Shareek bin Shadd?d Hazrami,
Saifee bin Fusayl Shaybani,
Qabeesah bin Zabee’ah Abasi,
Mahzar bin Shih?b Minqari,
Kudam bin Hayy?n Anzi, and
Abdul Rahm?n bin Hiss?n Anzi. (May All?h’s Mercy and Blessings be upon them)

The author says that the Martyrdom of Hujr had a great impact upon the Muslims, who reproached Mu’?wiyah for it. Abul Faraj Isfah?ni says that Abu Makhnaf said that, Ibne Abi Z?edah related to me from Abu Ish?q, that he said, “I remember people saying that the first disgrace which befell Kuf? was the Martyrdom of Hujr bin Adi, the acceptance of Ziy?d as the brother of Mu’?wiyah and the Martyrdom of Im?m Husain (a.s.).”

At the time of his death, Mu’?wiyah said, “I shall be in deep trouble because of Ibnal Adbar.” Ibnal Adbar is referred to Hujr bin Adi for his father was called “Adbar” because behind he had received a wound of a sword. And it has been related that when Rabi’ bin Ziy?d H?risi, the governor of Khurasan, heard the news of the martyrdom of Hujr and his companions, he wished for death. He lifted both his hands (towards the heavens) and said, “O All?h! If you consider me, give me death at this very moment”, then he died.

Ibne Aseer says in his K?mil that Hasan Basri said, that Mu’?wiyah had four such qualities in him, that each one of which was enough for his damnation. First being that he forced himself upon the Muslim nation with the power of his sword and did not (care to) take their opinions regarding his Caliphate, when there were present the companions of the Prophet (s.a.w.s.) and other notables and generous men among them. The second being that he nominated (as Caliph) his rebel son Yazid, the wine-bibber, one who wore a silken dress, and beat the tambourine. The third being that he accepted Ziy?d as his brother when the Holy Prophet had said, “A child is abscribed to the husband (of the woman), and for the adulteror are stones”, and the fourth being that he killed Hujr and his companions. Woe unto him as regards Hujr and his companions.

It is related that the people said, “The first disgrace which befell Kuf? was the martyrdom of Hasan bin Ali (a.s.), the Martyrdom of Hujr bin Adi, and accepting Ziy?d to be the son of Abu Sufy?n.”

Hind binte Zayd Ansariyah, who was a Shi’?h woman, recited a couplet in praise of Hujr.

The Author says that the historians have recorded some other reasons regarding the Martyrdom of Hujr. They say that once Ziy?d was delivering a sermon on Friday and he prolonged it, thus the Prayers were postponed. Sensing it, Hujr bin Adi called out in a loud voice, “The Prayers”, but Ziy?d ignored him and continued. Hujr again repeated, “the Prayers”, but he continued the sermon. Hujr feared lest the time of Prayers would elapse, hence he lifted some sand in his hands and stood up to offer Prayers. Following suit the

other people arose too. Seeing this Ziy?d descended from the pulpit and recited the Prayers. Then he wrote regarding this matter to Mu'?wiyah and exagerated therein. Mu'?wiyah wrote back that Hujr be despatched to him bound in chains. When Ziy?d desired to arrest him, the people of his clan stood up to defend him. Hujr stopped them and was bound in chains and taken to Mu'?wiyah. When he went to the presence of Mu'?wiyah, he said, "Peace be upon you O Commander of the faithful!" Mu'?wiyah said, "Am I the Commander of the faithful? By All?h! I shall not forgive you nor shall I accept your plea. Take him away and behead him." Hujr said to those in charge of him that, "Atleast give me time to recite two units of Prayers." He was given the time and he hurriedly performed it and said, "If I had not feared (lest you might think that I fear death), then I would surely have prolonged it." Then he turned towards those who were present and said, "Bury me alongwith the chains and the blood of my body, for I desire to meet Mu'?wiyah on the highway tomorrow in Qiy?mah."

It is written in Asadul Ghabah, that Hujr was among those who received a stipend of two thousand five hundred, he was Martyred in the Year 51 Hijr? and his grave is renowned at Azra and he was an executor of desires.

The Author says that the letter which Im?m Husain (a.s.) wrote to Mu'?wiyah contained the following words:

"Are you not the murderer of Hujr bin Adi al Kindi and other worshipers, who resisted oppression and considered innovations to be grave and who did not fear reproach in the way of All?h? You killed them with oppression and injustice inspite of offering them refuge."

print